ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت

ملتان

11

رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ
نومبر 2002ء

انتقالِ اقتدار اور بندر بانٹ

احکام رمضان المبارک

متحدہ مجلس عمل کا امتحان

دنیا کی زندگی، دھوکے کا سامان

اسلام کی پھیلتی ہوئی روشنی

بیاد ابنِ امیر شریعت

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جعلی نبوت، اصل کہانی

اخبار الاحرار

جوہر جوشاندہ

قدرتی جڑی بوٹیوں سے بنا قرشی کا جوہر جوشاندہ فلو، نزلہ اور زکام کی کیفیت میں فوری آرام پہنچاتا ہے۔

ایلوپیتھک دواؤں کے مضر اثرات سے پاک، محفوظ و مؤثر جوہر جوشاندہ خاندان کے ہر فرد کے لیے یکساں مفید ہے۔

ایک کپ گرم پانی یا چائے میں ایک پیکٹ مِلا کر استعمال کیجیے۔

فلو، نزلہ یا زکام پہنچائے فوری آرام

ڈسٹری بیوٹر: **معاویہ ٹریڈرز** جامع مسجد روڈ چیچہ وطنی۔ فون: **0445- 610953**

ماہنامہ

نقیب ختم نبوت ملتان

Regd:M.No.32

جلد:۱۳ | شمارہ:۱۱ | قیمت:۱۵روپے

رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

نومبر 2002ء

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت خطیب بنی ہاشم محسن احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ ابن امیر شریعت

مدیر مسئول: سید محمد کفیل بخاری

رفقاء فکر

- چودھری ثناء اللہ بھٹہ
- پروفیسر خالد شبیر احمد
- عبد اللطیف خالد چیمہ
- سید یونس الحسنی
- مولانا محمد مغیرہ
- محمد عمر فاروق

زر تعاون سالانہ

اندرون ملک 150 روپے

بیرون ملک 1000 روپے

رابطہ: دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

© 061-511961

ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

تشکیل

دل کی بات:	انتقال اقتدار اور بندر بانٹ	مدیر	۲
دین و دانش:	اللہ کی حاکمیت	امام العصر مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ	۳
//	احکام رمضان المبارک	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ	۱۱
//	دنیا کی زندگی، دھوکے کا سامان	سید عطاء المہیمن بخاری	۱۶
//	اسلام کی پھیلتی ہوئی روشنی	ملک احمد سرور	۱۸
افکار	متحدہ مجلس عمل کا امتحان	چودھری ثناء اللہ بھٹہ	۲۴
//	جرم مسیحائی	عرفان صدیقی	۲۷
//	جنگ میں سبقت مگر ابن علی لے جائے گا	خادم حسین	۳۰
بیاد: محسن احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاریؒ	شاہ جیؒ، ناگڑیاں اور ہم	حافظ یٰسین معاویہ/حافظ ضیاء اللہ دانش	۳۲
	تیری ہستی کو چند لفظوں میں سمیٹوں کیسے......؟	عبدالوہاب نیازی	۳۵
	کئی دماغوں کا ایک انساں......!	سید صبیح الحسن ہمدانی	۳۷
نقد و نظر:	میں ایک افسر ہوں!	حُرآغائی	۴۱
ردّ قادیانیت:	جعلی نبوت کی اصلی کہانی (قسط۲) امام کعبہ الشیخ عبداللہ ابن السبیل	ترجمہ: مولانا عبداللطیف	۴۲
//	اکابر اسلام اور قادیانیت (قسط ۹)	پروفیسر خالد شبیر احمد	۵۰
حاصل مطالعہ:		شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	۵۵
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریبی	۵۸
اخبار الاحرار:	رہنمایانِ احرار کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیاں	(ادارہ)	۶۰
شاعری:	نعت رسول اکرم ﷺ	(سید حباب ترمذی)	۶۲
	میرے بس میں تو کچھ نہیں ہے (سید محمد یونس بخاری) قطعات تاریخ وفات	(سید عطاء المحسن بخاریؒ)	

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

دل کی بات

انتقالِ اقتدار اور بندر بانٹ

انتخابات کا شور وشغب ختم ہوا، بلی تھیلے سے باہر آئی اور انتقالِ اقتدار کے مرحلے پر بندر بانٹ کا کھیل شروع ہوگیا۔ حالیہ انتخابات میں دینی قوتوں کی نمائندہ مجلس عمل کی شاندار کامیابی نے سیکولر قوتوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ خود مجلس عمل کی قیادت کو بھی اتنی زیادہ کامیابی کی توقع نہیں تھی۔ فی الحقیقت عوام نے مظلوم طالبان کی کھلی حمایت اور امریکی سامراج کے وطنِ عزیز پر ناجائز تسلط و مداخلت کے خلاف مجلس عمل کے انتخابی منشور اور پروگرام کے حق میں جرأت مندانہ فیصلہ دیا ہے۔

اس وقت سیاسی اکھاڑے میں مسلم لیگ (ق)، پی پی پی اور متحدہ مجلس عمل لنگر لنگوٹ کس کر ''زور'' آزمائی میں مصروف ہیں۔ قومیت، لسانیت، صوبائیت اور فرقہ واریت کی آگ کو ہوا دینے والے چھوٹے چھوٹے گروہ اکھاڑے سے باہر بیٹھ کر تماشائے اہلِ سیاست دیکھتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود بھی تماشا ہوگئے ہیں۔

مجلس عمل نے متفقہ طور پر مولانا فضل الرحمٰن کو وزیراعظم کے عہدے کے لئے نامزد کیا ہے جبکہ مسلم لیگ ''ق'' نے مولانا کے مقابلے میں ظفر اللہ جمالی کو نامزد کیا ہے۔ پی پی پی کے امین فہیم اکھاڑے میں ضرور اترے ہیں مگر کشتی سے گریز پا ہیں۔ بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خان کا حقہ گرم ہے، انہوں نے اے آر ڈی، جس میں پی پی اور مسلم لیگ (ن) بھی شامل ہیں کی طرف سے مولانا فضل الرحمٰن کی حمایت کا اعلان کردیا ہے۔ وزارتِ عظمٰی کے لئے اب صرف دو امیدوار آمنے سامنے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن اور ظفر اللہ جمالی۔

مجلس عمل اور اے آر ڈی نے متفقہ طور پر لیگل فریم ورک آرڈر، پی سی او، اور اس کے تحت تمام آئینی ترمیمات کو مسترد کردیا ہے۔ حتیٰ کہ باوردی صدر بھی قبول کرنے سے انکار کردیا ہے۔ ادھر چیف الیکشن کمشنر نے ۸ نومبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کرلیا ہے۔ تمام سیاسی جماعتیں حکومت مخالف کیمپ میں ہیں اور حکومتی کیمپ میں صرف مسلم لیگ (ق) بیٹھی ہے بلکہ ''مایوں بیٹھی'' ہے۔ دولھا کون بنتا ہے اور سہرا کس کے سر بندھتا ہے؟ مولانا فضل الرحمٰن یا جمالی؟ دونوں پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے ہیں کبھی کبھی یہ قدم مخلوط حکومت کی طرف بھی بڑھتے محسوس ہوتے ہیں۔ اگرچہ مخلوط حکومت والی کمپنی چلتی نظر نہیں آتی۔ تاہم انتقالِ اقتدار کے حوالے سے حکومت کی طرف سے ''بندر بانٹ'' والی کہانی دہرائے جانے کے خدشات زیادہ واضح ہیں۔ مجلس عمل کے لئے غیر مستحکم پارلیمنٹ میں مجبور و مخلوط حکومت قبول کرنے کی بجائے مضبوط حزبِ اختلاف کا کردار ہی نفع بخش ہوگا۔ جنرل صاحب کو بھی مذہبی کی بجائے سیکولر وزیراعظم ہی قبول ہوگا جو ان کی افغان کش اور امریکہ نواز پالیسیوں کو جاری رکھے اور آئینی ترمیمات کو نہ صرف باقی رکھے بلکہ تحفظ بھی فراہم کرے۔ مجلس عمل کو جو مینڈیٹ ملا ہے اسے بحال ہی نہیں بلکہ اس میں اضافے کے لئے انہیں اپنی وحدت کو برقرار رکھنا ہوگا۔ ان کا منشور اور نصب العین اقتدار سے زیادہ اہم ہے۔

دیکھیں، کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک

امام العصر مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

اللہ کی حاکمیت

لوگ دنیا میں سینکڑوں قوموں کے محکوم ہیں۔ ماں باپ کے محکوم ہیں، دوست واحباب کے محکوم ہیں، اُستاد اور مُرشد کے محکوم ہیں۔ امیروں، حاکموں اور بادشاہوں کے محکوم ہیں۔ اگر چہ وہ دنیا میں بغیر کسی زنجیر اور بیڑی کے آئے تھے مگر دُنیا نے اُن کے پاؤں میں بہت سی بیڑیاں ڈال دی ہیں۔

لیکن مومن و مسلم ہستی وہ ہے جو صرف ایک ہی کی محکوم ہے۔ اس کے گلے میں محکومی کی ایک بوجھل زنجیر ضرور ہے۔ پر مختلف سمتوں میں کھینچنے والی بہت سی ہلکی زنجیریں نہیں ہیں۔ وہ ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے، کیوں کہ اس کے ایک ہی حاکم نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ دوستوں سے محبت رکھتا ہے، کیونکہ اسے رفیقوں اور ساتھیوں کے ساتھ سچے برتاؤ کی تلقین کی گئی ہے۔ وہ اپنے سے ہر بزرگ اور ہر بڑے کا ادب ملحوظ رکھتا ہے، کیوں کہ اس کے ادب آموز حقیقی نے اسے ایسا ہی بتایا ہے۔ وہ بادشاہوں اور حاکموں کا حکم بھی مانتا ہے، کیوں کہ حاکموں کے ایسے حکموں کے ماننے سے اسے نہیں روکا گیا ہے جو اس کے حاکم حقیقی کے حکموں کے خلاف نہ ہوں۔ وہ دنیا کے ایسے بادشاہوں کی اطاعت بھی کرتا ہے جو اس کی آسمانی بادشاہت کی اطاعت کرتے ہیں، کیوں کہ اسے تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرے، لیکن یہ سب کچھ جو وہ کرتا ہے تو اس لیے نہیں کرتا کہ ان سب کے اندر کوئی حکم ماننا اور ان کو جھکنے کی جگہ سمجھتا ہے۔ بلکہ صرف اس لیے کہ اطاعت ایک ہی کے لیے ہے اور حکم صرف ایک ہی کا ہے۔ جب اس ایک ہی حکم دینے والے نے ان سب باتوں کا حکم دے دیا تو ضرور ہے کہ خدا کے لیے ان سب بندوں کو بھی مانا جائے اور اللہ کی اطاعت کی خاطر وہ اس کے بندوں کا بھی مطیع ہو جائے۔

پس فی الحقیقت دنیا میں ہر انسان کے لیے بے شمار حاکم اور بہت سی جھکانے والی قوتیں ہیں، لیکن مومن کے لیے صرف ایک ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔ وہ صرف اس کے آگے جھکتا ہے اور صرف اسی کو مانتا ہے۔ اس کی اطاعت کا حق صرف ایک ہی کو ہے۔ اس کی پیشانی کے جھکنے کی چوکھٹ ایک ہی ہے اور اس کے دل کی خریداری کے لیے بھی ایک ہی خریدار ہے وہ اگر دنیا میں کسی دوسری ہستی کی اطاعت کرتا بھی ہے تو صرف اسی ایک کے لیے، اس لیے اس کی بہت سی اطاعتیں بھی اس ایک ہی اطاعت میں شامل ہو جاتی ہے۔

مقصودِ ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست
ہر جا کنیم سجدہ بداں آستاں رسد

حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں اپنے ساتھیوں سے کیا پوچھا تھا؟

اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارِ؟ ''بہت سے معبود بنالینا بہتر ہے یا ایک ہی قہار و مقتدر خدا کو پوجنا''؟ یہی وہ خلاصہ ایمان و اسلام ہے جس کی ہر مومن و مسلم کو قرآنِ کریم کی تعلیم دی ہے۔

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہ ''تمام جہان میں اللہ کے سوا کوئی نہیں جس کی حکومت ہو۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کو نہ پوجیں اور نہ کسی کو اپنا معبود بنائیں''۔ یہی ''دین قیم'' جس کی پیروی کا حکم دیا گیا: ذَالِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۔ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْن ۔ حدیث صحیح یہ ہے کہ فرمایا: لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ ۔ ترجمہ: جس بات کے ماننے میں خدا کی نافرمانی ہو اس میں کسی بندے کی فرماں برداری نہ کرو (بخاری و مسلم)

اسلام نے یہ کہہ کر فی الحقیقت ان تمام ما سویٰ اللہ اطاعتوں اور فرماں برداریوں کی بندشوں سے مومنوں کو آزاد و حُر کامل کر دیا جن کی بیڑیوں سے تمام انسانوں کے پاؤں بوجھل ہو رہے تھے۔ اور اس ایک ہی جملہ میں انسانی اطاعت اور پیروی کی حقیقت اس وسعت اور احاطہ کے ساتھ سمجھا دی کہ اس کے بعد اور کچھ باقی نہ رہا۔ یہی ہے جو اسلامی زندگی کا دستور العمل ہے اور یہی ہے جو مومن کے تمام اعمال و اعتقادات کی ایک مکمل تصویر ہے۔ اس تعلیم الٰہی نے بتلا دیا ہے کہ جتنی اطاعتیں، جتنی فرماں برداریاں، جتنی وفاداریاں اور جس قدر بھی تسلیم و اعتراف ہے صرف اسی وقت تک کے لیے ہے جب تک کہ بندے کی بات ماننے سے خدا کی بات نہ جاتی ہو اور دنیا والوں کے وفادار بننے سے خدا کی حکومت کے آگے بغاوت نہ ہوتی ہو لیکن اگر کبھی ایسی صورت پیش آجائے کہ اللہ اور اس کے بندوں کے احکام میں مقابلہ آپڑے تو پھر تمام اطاعتوں کا خاتمہ، تمام عہدوں اور شرطوں کی شکست، تمام رشتوں اور ناطوں کا انقطاع اور تمام دوستیوں اور محبتوں کا اختتام ہے۔ اس وقت نہ تو حاکم، حاکم ہے، نہ بادشاہ بادشاہ، نہ باپ باپ ہے۔ نہ بھائی بھائی۔ سب کے آگے تمرّد، سب کے ساتھ انکار، سب کے سامنے سرکشی، سب کے ساتھ بغاوت پہلے جس قدر نرمی تھی اتنی ہی اب سختی چاہیئے۔ پہلے جس قدر اعتراف تھا اتنا ہی اب تمرّد چاہیے۔ پہلے جس قدر فرماں برداری تھی اتنی ہی اب نافرمانی مطلوب ہے۔ پہلے جس قدر جھکاؤ تھا اتنا ہی اب غرور ہے، کیوں کہ رشتے کٹ گئے اور عہد توڑ ڈالے گئے رشتہ دراصل ایک ہی تھا اور سب رشتے اسی ایک رشتے کی خاطر تھے۔ حکم ایک ہی تھا اور یہ سب اطاعتیں اسی ایک ہی اطاعت کے لیے تھیں۔ جب ان کے ماننے میں اس سے انکار اور ان کی وفاداری میں اس سے بغاوت ہونے لگی تو جس کے حکم سے رشتہ جوڑا تھا۔ اسی کی تلوار نے کاٹ بھی دیا اور اس کے ہاتھ نے ملایا تھا اسی کے ہاتھ نے الگ بھی کر دیا۔

لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ . سرورِ کائنات اور سیّد المرسلین ﷺ سے بڑھ کر مسلمانوں کا کون آقا ہوسکتا ہے، لیکن خود انہوں نے بھی جب عقبہ میں انصار سے بیعت لی تو فرمایا کہ والطّاعۃ فی معروف میری اطاعت تم پر اسی وقت تک کے لیے واجب ہے جب تک کہ میں تم کو نیکی کا حکم دوں۔ جب اس شہنشاہِ کونین کی اطاعت مسلمانوں پر نیکی و معروف کے ساتھ مشروط ہے تو پھر دنیا میں کون بادشاہ، کون سی حکومت، کون سے پیشوا، کون سے رہنما اور کون سی قوتیں ایسی ہوسکتی ہیں جن کی اطاعت ظلم وعدوان کے بعد بھی ہمارے لیے باقی رہے؟

آدمؑ کی اولاد، دو کی محکوم نہیں ہوسکتی۔ وہ ایک سے ملے گی دوسرے کو چھوڑے گی۔ ایک سے جُڑے گی دوسرے سے کٹے گی۔ پھر خدارا مجھے بتلاؤ کہ ایک مومن کس کو چھوڑے گا اور کس سے ملے گا؟ ایک ملک کے دو باشاہ نہیں ہوسکتے۔ ایک باقی رہے گا۔ پھر مجھے بتلاؤ کہ مومن کی اقلیم دل کس کی بادشاہت قبول کرے گی؟ کیا وہ اس سے ملے گا جس کی حالت یہ ہے:

وَیَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَاللّٰہُ بِہٖ اَنْ یُّوْصَلَ. ''خدا نے جس کو جوڑنے اور ملانے کا حکم دیا ہے، وہ اسے توڑتے اور جُدا کرتے ہیں''۔

کیا اس کی بادشاہت قبول کرے گا جس حالت کی تصویر یہ ہے کہ؟:

وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ

''وہ دنیا میں فتنہ وفساد پھیلاتے ہیں اور انجامِ کار وہی ناکام ونامراد ہیں گے''۔

اور کیا اس کی بادشاہت سے گردن موڑے گا جو پکارتا ہے کہ:

یَااَیُّھَاالْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ.

''اے غافل انسان! کیا ہے جس کے گھمنڈ نے تجھے اپنے مہربان اور پیار کرنے والے آقا سے سرکش بنادیا ہے''؟

مگر آہ! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَ کُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ.

''تم اس شہنشاہِ حقیقی کی حکومت سے کیوں کر انکار کروگے جس نے تمہیں اس وقت زندہ کیا جب کہ تم مردہ تھے۔ وہ تم پر پھر موت طاری کرے گا۔ اس کے بعد دوبارہ زندگی بخشے گا پھر تم سب اسی کے پاس بلا لیے جاؤ گے''۔

دنیا اور اس کی بادشاہیاں فانی ہیں ان کے جبروت وجلال کو ایک دن مٹنا ہے خدائے منتقم وقہار کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہائے عذاب، انقلاب وتغیرات کے حربے لے کر اترنے والے ہیں۔ ان کے قلعے مسمار ہوجائیں گے۔ ان کی تلواریں کند ہوجائیں گی۔ ان کی فوجیں ہلاک ہوں گی۔ ان کی توپیں ان کو پناہ نہ دیں گی ان کے خزانے ان کے کام نہ آئیں گے۔ ان کی طاقتیں نیست ونابود کردی جائیں گی۔ ان کا تاج غرور ان کے سر سے اتر جائے گا ان کا تختِ جلال وعظمت واژگون

نظر آئے گا: يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰئِكَةُ تَنْزِيْلًا. اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا. اور جس دن آسمان ایک بادل کے ٹکڑے پر سے پھٹ جائے اور اس بادل کے اندر سے فرشتے جوق در جوق اتارے جائیں گے۔ اس دن کسی کی بادشہت باقی نہ رہے گی صرف خدائے رحمٰن ہی کی حکومت ہوگی اور یاد رکھو کہ وہ دن کافروں کے لیے بہت ہی سخت دن ہوگا۔

پھر اس دن جب کہ ربُّ الْاَفْواج اپنے ہزاروں ہزار قدسیوں کے ساتھ نمودار ہوگا اور مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا نقیب پکارے گا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ. لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّار. آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ کسی کی نہیں صرف خدائے واحد وقہار کی۔

تو اس وقت کیا عالم ہوگا ان انسانوں کا جنہوں نے بادشاہِ ارض وسما کو چھوڑ کر مٹی کے تودوں کو اپنا بادشاہ بنالیا ہے اور ان کے حکموں کی اطاعت کو خدا کے حکموں کی اطاعت پر ترجیح دیتے ہیں؟ آہ اس دن وہ کہاں جائیں گے جنہوں نے انسانوں سے صلح کرنے کے لیے خدا سے جنگ کی اور اپنے اس ایک ہی آقا کو ہمیشہ اپنے سے روٹھا ہوا رکھا۔ وہ پکاریں گے پر جواب نہ دیا جائے گا۔ وہ فریاد کریں گے پر سنی نہ جاوے گی۔ وہ توبہ کریں گے پر قبول نہ ہوگی، وہ نادم ہوں گے پر ندامت کام نہ آوے گی۔

اے انسان اس دن کے لیے تجھ پر افسوس ہے وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ

وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ.

"ان سے کہا جائے گا کہ اب اپنے ان خداوندوں اور حاکموں کو پکارو۔"

جن کو تم خدا کی طرح مانتے تھے اور خدا کی طرح ان سے ڈرتے تھے۔ وہ پکاریں گے پر کچھ جواب نہ پائیں گے

پس وہ معلمِ الٰہی وہ داعیِ ربانی وہ مُبَشِّر ومُنذِر وہ رحمۃٌ للعالمین وہ محبوب ربّ العلمین، وہ سلطان کونین آگے بڑھے گا اور حضورِ خداوندی میں عرض کریگا:

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا.

ترجمہ: "اے پروردگار! افسوس ہے کہ میری امت نے قرآن کی ہدایتوں اور تعلیموں پر عمل نہ کیا اور اس سے اپنا رشتہ کاٹ لیا۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے جو وہ آج بھگت رہے ہیں"۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

پس سفر سے پہلے زادراہ کی فکر کرلو اور طوفان سے پہلے کشتی بنالو، کیوں کہ سفر نزدیک ہے اور طوفان کے آثار ظاہر ہوگئے ہیں۔ جن کے پاس زادِراہ نہ ہوگا۔ وہ بھوکے مریں گے اور جن کے پاس کشتی نہ ہوگی وہ سیلاب میں غرق ہوجائیں

گئے، جب تم دیکھتے ہو مطلع غبار آلود ہوا اور دن کی روشنی بدلیوں میں چھپ گئی تو تم سمجھتے ہو کہ برق و باراں کا وقت آ گیا۔ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ دنیا کی امن و سلامتی کا مطلع غبار آلود ہو رہا ہے۔ دینِ الٰہی کی روشنی ظلمت اور کفر و طغیان میں چھپ رہی ہے مگر تم یقین نہیں کرتے کہ موسم بدلنے والا ہے اور تیار نہیں ہوتے کہ انسانی بادشاہتوں سے کٹ کر خدا کی بادشاہت کے مطیع ہو جاؤ۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ وہ خدا کے تختِ جلال کی منادی پھر بلند ہو اور اس کی زمین صرف اسی کے لیے ہو جائے حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّ یَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہ

آہ! ہم بہت سو چکے اور غفلت و سرشاری کی انتہا ہو چکی۔ ہم نے اپنے خالق سے ہمیشہ غرور کیا۔ لیکن مخلوق کے سامنے کبھی بھی فروتنی سے نہ شرمائے، ہمارا وصف یہ بتلایا گیا ہے کہ:

اَذِلَّۃٌ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٌ عَلَی الْکَافِرِیْنَ

''مومنوں کے ساتھ نہایت عاجز و نرم مگر کافروں کے مقابلے میں نہایت مغرور و سخت''۔

ہمارے اسلاف کرام کی یہ تعریف کی گئی تھی کہ:

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ ''کافروں کے لیے نہایت سخت ہیں پر آپس میں نہایت رحم والے اور مہربان''۔

پر ہم نے اپنی تمام خوبیاں گنوا دیں اور دنیا کی مغضوب قوموں کی تمام برائیاں سیکھ لیں۔ ہم اپنوں کے آگے سرکش ہو گئے اور غیروں کے سامنے ذلت سے جھکنے لگے۔ ہم نے اپنے پروردگار کے آگے دست سوال نہیں بڑھایا، لیکن بندوں کے دسترخوان کے گرے ہوئے ٹکڑے چننے لگے۔ ہم نے شہنشاہِ ارض و سما کی خداوندی سے نافرمانی کی، لیکن زمین کے چند جزیروں کے مالکوں کو اپنا خداوند سمجھ لیا۔ ہم پورے دن میں ایک بار بھی خدا کا نام ہیبت اور خوف کے ساتھ نہیں لیتے، پر سینکڑوں مرتبہ اپنے غیر مسلم حاکموں کے تصور سے لرزتے اور کانپتے رہتے ہیں:

یَا اَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّاشَآءَ رَکَّبَکَ کَلَّا بَلْ تُکَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ. وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحَافِظِیْنَ. کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ. اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ. وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ. یَّصْلَوْنَھَا یَوْمَ الدِّیْنِ. وَمَاھُمْ عَنْھَا بِغَآئِبِیْنَ. وَمَآ اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ. ثُمَّ مَآ اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ. یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا. وَ الْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہ

ترجمہ: اے سرکش انسان! کس چیز نے تجھے اپنے مہربان اور محبت کرنے والے پروردگار کی جناب میں گستاخ کر دیا ہے؟ وہ کہ اس نے تجھے پیدا کیا، تیری ساخت درست کی، تیری خلقت کو اعتدال بخشا اور جس صورت میں چاہا تیری شکل کی ترکیب کی۔ پھر یہ کس کی وفاداری ہے۔ جس نے تجھے اس سے باغی بنا دیا ہے؟ نہیں اصل یہ ہے کہ تمہیں اس کی حکومت کا یقین ہی نہیں۔ حالانکہ تم پر اس کی طرف سے ایسے بزرگ نگرانِ کار متعین ہیں، جو تمہارے اعمال کا ہر آن حساب کرتے

رہتے ہیں اور تمہارا کوئی فعل بھی ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ یاد رکھو کہ ہم نے ناکامی اور کامیابی کی ایک تقسیم کر دی ہے خدا کے اطاعت گذار بندے عزت و مراد اور فتح و کامرانی کے عیش و نشاط میں رہیں گے اور بدکار و نافرمان خدا کی بادشاہی کے دن نامرادی و ہلاکت کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ جس سے کبھی نکل نہ سکیں گے۔ یہ خدا کی بادشاہی کا دن کیا ہے؟ وہ دن جس میں کوئی کسی کے لیے کچھ نہ کر سکے گا اور صرف خدا ہی کی اس دن حکومت ہوگی۔

اس سے پہلے کہ خدا کی بادشاہی کا دن نزدیک آئے کیا بہتر نہیں کہ اس کے لیے ہم اپنے تئیں تیار کر لیں؟ تا کہ جب اس کا مقدس دن آئے گا تو ہم یہ کہہ کر نکال نہ دیئے جائیں کہ تم نے غیروں کی حکومت کے آگے خدا کی حکومت کو بھلا دیا۔ جاؤ کہ آج خدا کی بادشاہت میں بھی تم بالکل بھلا دیئے گئے ہو:

لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ.

وَ قِیْلَ الْیَوْمَ نَنْسٰکُمْ کَمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ هٰذَا وَمَاْوٰکُمُ النَّارُ وَمَالَکُمْ مِنْ نّٰصِرِیْنَ۔ ذٰلِکُمْ بِاَنَّکُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا، وَّغَرَّتْکُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ لَا یُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ. اور اس وقت ان سب سے کہا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کی حکومتِ الٰہی کو بھلا دیا تھا آج ہم بھی تم کو بھلا دیں گے تمہارا ٹھکانہ آگ کے شعلے ہیں اور کوئی نہیں کہ جو تمہارا مددگار ہو۔ یہ اس کی سزا ہے کہ تم نے خدا کی آیتوں کی ہنسی اُڑائی اور دنیا کی زندگی اور اس کے کاموں نے تجھے دھوکہ میں ڈالے رکھا۔ پس آج نہ تو عذاب سے تم نکالے جاؤ گے، اور نہ ہی تمہیں اس کا موقع ملے گا کہ توبہ و استغفار کر کے خدا کو منالو۔ کیوں کہ اس کا وقت تم نے کھو دیا۔

آج خدا کی حکومت اور انسانی بادشاہتوں میں ایک سخت جنگ بپا ہے۔ شیطان کا تخت زمین کے سب سے بڑے حصے پر بچھا دیا گیا ہے۔ اس کے گھرانے کی وراثت اس کے پوجنے والوں میں تقسیم کر دی گئی ہے اور ''دجّال'' کی فوج ہر طرف پھیل گئی ہے۔ یہ شیطانی بادشاہتیں چاہتی ہیں کہ خدا کی حکومت کو نیست و نابود کر دیں۔ ان کی داہنی جانب دنیوی لذتوں اور عزتوں کی ایک ساحرانہ جنت ہے اور بائیں جانب جسمانی تکلیفوں اور عقوبتوں کی ایک دکھائی دینے والی جہنم بھڑک رہی ہے۔ جو فرزندِ آدم خدا کی بادشاہت سے انکار کرتا ہے یہ دجّال کفر و ظلمت اس پر اپنی جادو کی جنت کا دروازہ کھول دیتے ہیں کہ حق پرستوں کی نظر میں فی الحقیقت خدا کی لعنت اور جہنم کی پھٹکار ہے لَابِثِیْنَ فِیْهَآ اَحْقَابًا. لَایَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا. اور جو خدا کی بادشاہت کا اقرار کرتے ہیں ان کو اپنی ابلیسی عقوبتوں اور جسمانی سزاؤں کی جہنم میں دھکیل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَکُمْ. مگر فی الحقیقت سچائی کے عاشقوں اور راست بازی کے پرستاروں کے لیے وہ جہنم، جہنم نہیں ہے، لذّتوں اور راحتوں کی ایک جنت النعیم ہے، کیونکہ ان کے لسان ایمان و ایقان کی صداء ہے کہ: فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ. اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا. اِنَّآ

اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا .

اے دنیوی سزاؤں کی طاقت پر مغرور ہونے والے بادشاہ! تو جو کچھ کرنے والا ہے کر گزر! تُو صرف دنیا کی اس زندگی اور گوشت اور خون کے جسم ہی پر حکم چلا سکتا ہے پس چلا۔ دیکھ! ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے ہیں تا کہ ہماری خطاؤں کو معاف کرے۔ تیری دنیاوی سزائیں ہمیں اس کی راہ سے باز نہیں رکھ سکتیں۔

جب کہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور زمین کے ایک خاص ٹکڑے ہی میں نہیں بلکہ اس کے ہر گوشے میں آج یہی مقابلہ ہے۔ تو بتلاؤ پرستارانِ دینِ حنفی ان دجا جا کفر شیطنت اور اس حکومت و امرِ الٰہی میں سے کس کا ساتھ دیں گے؟ کیا ان کو اس آگ کے شعلوں کا ڈر ہے جو دجّال کی حکومت اپنے ساتھ ساتھ سلگاتی آتی ہے لیکن کیا ان کو معلوم نہیں کہ ان کا مُورثِ اعلیٰ کون تھا؟ دینِ حنیف کے اوّلین بانی نے بابل کی ایک ایسی ہی سرکش حکومت کے مقابلے میں خدا کی حکومت کو ترجیح دی اور اسے آگ میں ڈالنے کے لیے شعلے بھڑکائے گئے پر اس کی نظر میں ہلاکت کے وہ شعلے گلزارِ بہشت کے شگفتہ پھول تھے قُلْنَا يَانَارُ كُوْنِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ.

کیا ان کے دل میں دنیوی لذتوں اور عزتوں کی اس جھوٹی جنت کی طمع پیدا ہوگئی ہے جس کے فریبِ باطل سے یہ جنود شیطانی انسانی روح کو فتنہ میں ڈالنا چاہتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا انہیں خبر نہیں کہ مصر کا بادشاہ حکومت الٰہی کا منکر ہو کر اپنی عظیم الشان گاڑیوں اور بڑی بڑی رتھوں سے اور اس ملک سے جس پر اسے ''ربِّ اعلیٰ'' ہونے کا گھمنڈ تھا۔ کتنے دن متمتع ہو سکا؟

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَ هُمْ وَيَسْتَحْيِ نِسَآءَ هُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ. وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ . وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَ هُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ۔

ترجمہ: ''فرعون ارضِ مصر میں بہت ہی بڑھ چڑھ کر نکلا تھا۔ اس نے ملک کے باشندوں میں تفریق پیدا کر کے الگ الگ گروہ قرار دے رکھے تھے۔ ان میں سے ایک گروہ نے بنی اسرائیل کو اس قدر کمزور و بے بس سمجھ رکھا تھا کہ ان کے فرزندوں کو قتل کرتا اور ان کے اغراض و ناموس کو برباد کرتا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ زمین کے مفسدوں میں سے بڑا ہی مفسد تھا لیکن بایں ہمہ ہمارا فیصلہ یہ تھا کہ جو قوم اس کے ملک میں سب سے زیادہ کمزور سمجھی گئی تھی۔ اسی پر احسان کریں۔ اسی قوم کے لوگوں کو وہاں کی سرداری و ریاست بخشیں۔ انہیں کو وہاں کی سلطنت کا وارث بنائیں اور انہی کی حکومت کو تمام ملک میں قائم کرا دیں۔ اس سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ فرعون و ہامان اور اس کے لشکر کو جس ضعیف قوم کی

طرف سے بغاوت وخروج کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔ اسی کے ہاتھوں ان کے ظلم واستبداد کا نتیجہ ان کے آگے آئے''۔

مسلمانو! کیا متاعِ آخرت بیچ کر دنیا کے چند خزف ریزوں پر قناعت کی خواہش ہے؟ کیا اللہ کی حکومت سے باغی رہ کر دنیا کی حکومتوں سے صلح کرنے کا ارادہ ہے؟ کیا نقد حیاتِ ابدی بیچ کر معیشتِ چند روزہ کا سامان کر رہے ہو؟ کیا تمہیں یقین نہیں کہ: مَاهٰذِهِ الْحَيٰوةُالدُّنْيَا اِلَّالَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَّاِنَّ الدَّارَالْاٰخِرَةَلَهِيَ الْحَيَوَانَ. یہ دنیا کی زندگی (جو تعلقِ الٰہی سے خالی ہے) اِس کے سوا اور کیا ہے کہ فانی خواہشوں کے بہلانے کا ایک کھیل ہے؟ اصلی زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے جس کے لیے اس زندگی کو تیار کرنا چاہیے۔

اگر تم صرف دنیا ہی کے طالب ہو جب بھی تم اپنے خدا کو نہ چھوڑو، کیونکہ وہ دنیا اور آخرت دونوں بخشنے کے لیے تیار ہے، تم کیوں صرف ایک ہی پر قناعت کرتے ہو:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَاللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ.

''جو شخص دنیا کی بہتری کا طالب ہے، اس سے کہہ دو کہ صرف دنیا کے لیے ہی کیوں ہلاک ہوتا ہے؟ حالانکہ خدا تو دین اور آخرت دونوں کی بہتری دے سکتا ہے۔ وہ خدا کے پاس آئے اور آخرت کے ساتھ دنیا کو بھی لے''۔

مسلمانو! پکارنے والا پکار رہا ہے کہ اب بھی خدائے قدوس کی سرکشی ونافرمانی سے باز آجاؤ اور بادشاہِ ارض وسما کو اپنے سے روٹھا ہوا نہ چھوڑو۔ جس کے روٹھنے کے بعد زمین وآسمان کی کوئی ہستی بھی تم سے من نہیں سکتی! اس سے بغاوت نہ کرو بلکہ دنیا کی تمام طاقتوں سے باغی ہو کر صرف اسی کے وفادار ہو جاؤ۔ پھر کوئی ہے جو اس آواز پر کان دھرے؟ فَهَلْ مِنْ مُّسْتَمِعْ؟

آسمانی بادشاہت کے ملائکہ مکرمین اور قدسیان مقربین اپنے نورانی پروں کو پھیلاتے ہوئے اس راست باز روح کو ڈھونڈ رہے ہیں جو مخلوق کی بادشاہت چھوڑ کر خالق کی حکومت میں بسنا چاہتی ہے۔ کون ہے جو اس پاک مسکن کا طالب ہو اور پاک بازوں کی طرح پکار اٹھے:

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْعَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ. رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَاتُخْلِفُ الْمِيْعَادِ.

ترجمہ: ''اے ہمارے حقیقی بادشاہ! ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو تیری بادشاہت کی آواز دے رہا تھا۔ اے ہمارے ایک ہی بادشاہ! ہم نے تیری بادشاہت قبول کی۔ پس ہمارے گناہ معاف کر، ہمارے عیوب پر پردہ ڈال! اپنے نیک بندوں کی معیت میں ہمارا خاتمہ کر۔ تو نے اپنے منادی کرنے والوں کی زبانی ہم سے جو وعدے کیے تھے وہ پورے کر اور اپنی بادشاہت میں ہمیں ذلیل ورسوا نہ کر کہ تو اپنے وعدوں سے کبھی نہیں ٹلتا''۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

احکامِ رمضان المبارک

رمضان المبارک کے روزے رکھنا اسلام کا تیسرا اہم فرض ہے، جو اس کا انکار کرے، مسلمان نہیں رہتا اور جو اس فرض کو ادا نہ کرے سخت گناہ گار فاسق ہے۔

روزہ کی نیت:

نیت کہتے ہیں' دل کے قصد وارادہ کو' زبان سے کچھ کہے یا نہ کہے' روزہ کے لیے نیت شرط ہے اگر روزہ کا ارادہ نہ کیا اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں، تو روزہ نہ ہوگا۔

مسئلہ:

رمضان کے روزہ کی نیت رات سے کرلینا بہتر ہے، اور رات کو نہ کی ہو تو دن کو بھی زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے کر سکتا ہے۔

وہ چیزیں' جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

(۱)......کان اور ناک میں دوا ڈالنا۔ (۲)......قصداً منہ بھر کر قے کرنا۔ (۳)......کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا۔ (۴)......عورت کو چھونے وغیرہ سے انزال ہو جانا۔ (۵)......کوئی ایسی چیز نگل جانا جو عادتاً کھائی نہیں جاتی، جیسے لکڑی، لوہا، کچا گیہوں کا دانہ وغیرہ۔ (۶)......لوبان یا عود وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا۔ (۷)......بھول کر کھا پی لیا اور یہ خیال کیا کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا ہوگا پھر قصداً کھا پی لیا۔ (۸)......رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھالی۔ (۹)......دن باقی تھا مگر غلطی سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہوگیا ہے روزہ افطار کرلیا۔

تنبیہ:

ان سب چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے کفارہ نہیں آتا۔

(۱۰)......جان بوجھ کر بدون بھولنے کے بیوی سے صحبت کرنا یا کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور قضا بھی لازم آتی ہے اور کفارہ بھی۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور جہاں غلام نہیں ملتے یا اس کے خریدنے پر قدرت نہیں وہاں ساٹھ روزے متواتر رکھے، بیچ میں ناغہ نہ ہو ورنہ پھر شروع سے ساٹھ روزے پورے کرنا پڑیں گے۔ اور اگر روزے کی بھی

طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔

وہ چیزیں، جن سے روزہ ٹوٹتا نہیں مگر مکروہ ہو جاتا ہے

(۱)...... بلا ضرورت کسی چیز کو چبانا نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا۔

(۲)...... تمام دن حالتِ جنابت یعنی غسل کی حالت میں رہنا۔

(۳)...... فصد کرانا، کسی مریض کے لئے اپنا خون دینا جو آج کل ڈاکٹروں میں رائج ہے یہ بھی اس میں داخل ہے۔

(۴)...... غیبت یعنی کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا خود بھی حرام ہے اور روزہ اس سے سخت مکروہ ہو جاتا ہے۔

(۵)...... روزہ میں لڑنا جھگڑنا، گالی دینا خواہ انسان کو ہو یا کسی بے جان چیز کو ان سے بھی روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

وہ چیزیں، جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا

(۱)...... مسواک کرنا (۲)...... سر یا مونچھوں پر تیل لگانا (۳)...... آنکھ میں دوا یا سرمہ ڈالنا (۴)...... خوشبو لگانا

(۵)...... گرمی اور پیاس کی وجہ سے غسل کرنا (۶)...... کسی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا (۷)...... بھول کر کھانا پینا

(۸)...... حلق میں بلا اختیار دھواں یا گرد وغبار یا مکھی وغیرہ چلا جانا (۹)...... کان میں پانی ڈالنا یا بلا قصد چلے جانا

(۱۰)...... سوتے میں احتلام (غسل کی حاجت) ہو جانا (۱۱)...... خود بخود قے آنا (۱۲)...... دانتوں میں خون نکلے مگر حلق میں نہ جائے تو روزہ میں خلل نہیں آیا۔ (۱۳) اگر خواب میں یا صحبت سے غسل کی حاجت ہوگئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا تو روزہ میں خلل نہیں آیا۔

وہ عذر، جن سے رمضان میں روزہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے

(۱)...... بیماری کی وجہ سے روزہ کی طاقت نہ ہو یا مرض بڑھنے کا خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے بعد رمضان اس کی قضا لازم ہے۔

(۲)...... جو عورت حمل سے ہو اور روزہ میں بچہ کو یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے بعد میں قضا کرے۔

(۳)...... جو عورت اپنے یا کسی غیر کے بچہ کو دودھ پلاتی ہے اگر ضرورت سمجھے تو روزہ نہ رکھے پھر قضا کرے۔

(۴)...... مسافر شرعی (جو کم از کم اڑتالیس میل کے سفر کی نیت پر گھر سے نکلا ہو) اس کے لیے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے پھر اگر کچھ تکلیف و دقت نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ سفر ہی میں روزہ رکھ لے اگر خود اپنے آپ کو یا اپنے ساتھیوں کو دشواری یا تکلیف ہو تو روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہے۔

(۵)...... بحالتِ روزہ سفر شروع کیا تو اس روزہ کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اور اگر کچھ کھانے پینے کے بعد سفر سے وطن واپس آ گیا تو باقی دن کھانے پینے سے احتراز کرے اور اگر ابھی کھایا پیا نہیں تھا وطن میں ایسے وقت واپس آ گیا جبکہ روزہ کی نیت

ہوسکتی ہے یعنی زوال سے ڈیڑھ گھنٹے قبل تو اس پر لازم ہے کہ روزہ کی نیت کرے۔

(۶)...... کسی کے قتل کی دھمکی دے کر روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے تو اس کے لیے توڑ دینا جائز ہے۔

(۷)...... کسی بیماری یا بھوک پیاس کا اتنا غلبہ ہو جائے کہ کسی مسلمان ماہر طبیب یا ڈاکٹر کے نزدیک جان کا خطرہ لاحق ہو تو روزہ توڑ دینا جائز بلکہ واجب ہے، اور پھر اس کی قضا لازم ہوگی۔

(۸)...... عورت کے لیے ایام حیض میں اور بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے (یعنی نفاس) اس کے دوران میں روزہ رکھنا جائز نہیں، افطار کرے اور بعد میں قضا کرے۔ بیمار، مسافر، حیض و نفاس والی عورت' جن کے لیے رمضان میں روزہ نہ رکھنا اور کھانا پینا جائز ہے۔ ان کو بھی لازم ہے کہ رمضان کا احترام کریں، سب کے سامنے کھاتے پیتے نہ پھریں۔

روزہ کی قضا:

(۱)...... کسی عذر سے روزہ قضا ہو گیا تو جب عذر جاتا رہے، جلد ادا کر لینا چاہیے۔ زندگی اور طاقت پر بھروسہ نہیں، قضا روزوں میں اختیار ہے کہ متواتر رکھے یا ایک ایک دو دو کر کے رکھے۔

(۲)...... اگر مسافر سفر سے لوٹنے کے بعد یا مریض تندرست ہونے کے بعد اتنا وقت نہ پائے جس میں قضا شدہ روزے ادا کرے تو قضا اس کے ذمہ لازم نہیں، سفر سے لوٹنے اور بیماری سے تندرست ہونے کے بعد' جتنے دن ملیں اتنے ہی کی قضا لازم ہوگی۔

سحری:

روزہ سے پہلے آخر رات میں سحری کھانا مسنون اور باعثِ برکت و ثواب ہے۔ نصف شب کے بعد' جس وقت بھی کھائیں سنت ادا ہو جائے گی۔ لیکن بالکل آخرِ شب میں کھانا افضل ہے۔ اگر موذن نے صبح سے پہلے اذان دے دی تو سحری کھانے کی ممانعت نہیں، جب تک صبح صادق نہ ہو جائے' سحری سے فارغ ہو کر روزہ کی نیت دل میں کر لینا کافی ہے اور زبان سے بھی یہ الفاظ کہہ لے تو اچھا ہے۔ بِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ مِنْ شَہْرِ رَمَضَانَ

افطاری:

آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جانے کے بعد' افطار میں دیر کرنا مکروہ ہے۔ ہاں! جب اَبر وغیرہ کی وجہ سے اشتباہ ہو تو دو چار منٹ انتظار کر لینا بہتر ہے اور تین منٹ کی احتیاط بہرحال کرنا چاہیے۔ کھجور اور خرما سے افطار کرنا افضل ہے اور دوسری چیز سے افطار کریں تو اس میں بھی کوئی کراہت نہیں، افطار کے بعد یہ دعا مسنون ہے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ذَھَبَ الظَّمَآءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہ

تراویح:

(۱)......رمضان المبارک میں عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعات تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

(۲)......تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے، محلّہ کی مسجد میں جماعت ہوتی ہو اور کوئی شخص علیحدہ گھر میں اپنی تراویح پڑھ لے تو سنت ادا ہوگئی۔ اگرچہ مسجد اور جماعت کے ثواب سے محروم رہا اور اگر محلّہ میں ہی جماعت نہ ہوئی تو سب کے سب ترک سنت کے گنہگار ہوں گے۔

(۳)......تراویح میں پورا قرآن مجید ختم کرنا بھی سنت ہے۔ کسی جگہ حافظ قرآن سنانے والا نہ ملے یا ملے مگر سنانے پر اجرت و معاوضہ طلب کرے تو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے دس سورتیں یاد کر کے نماز تراویح ادا کریں، اجرت دے کر قرآن نہ سنیں کہ قرآن سننے پر اجرت لینا اور دینا حرام ہے۔

(۴)......اگر ایک حافظ ایک مسجد میں بیس رکعت تراویح پڑھ چکا ہے، اس کو دوسری مسجد میں تراویح پڑھنا درست نہیں۔

(۵)......جس شخص کی دو چار رکعت تراویح کی رہ گئی ہوں تو جب امام وتر کی جماعت ادا کرے، اس کو بھی جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے۔ اپنی باقی ماندہ تراویح بعد میں پوری کرے۔

(۶)......قرآن کو اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں، بڑا گناہ ہے، اس صورت میں نہ امام کو ثواب ہوگا، نہ مقتدی کو۔

(۷)......جمہور علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ نابالغ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں۔

اعتکاف:

(۱)......اعتکاف، اس کو کہتے ہیں کہ نیت کر کے مسجد میں رہنا اور سوائے ایسی حاجات ضروریہ کے، جو مسجد میں پوری نہ ہو سکیں (جیسے پیشاب پاخانہ کی ضرورت یا غسل واجب اور وضو کی ضرورت) مسجد سے باہر نہ جانا۔

(۲)......رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف کرنا سنت موکدہ علی الکفایہ ہے۔ یعنی اگر بڑے شہروں کے محلّہ میں اور دیہات کی پوری بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کے ذمہ ترک سنت کا وبال رہتا ہے اور کوئی ایک بھی محلّہ میں اعتکاف کرے تو سب کی طرف سے سنت ادا ہو جاتی ہے۔

(۳)......خاموش رہنا، اعتکاف میں بالکل ضروری نہیں بلکہ مکروہ ہے، البتہ نیک کلام کرنا اور لڑائی جھگڑے اور فضول باتوں سے بچنا چاہیے۔

(۴)......اعتکاف میں کوئی خاص عبادت شرط نہیں، نماز، تلاوت یا دین کی کتابوں کا پڑھنا پڑھانا جو عبادت دل چاہے، کرتا رہے۔

(۵)......جس مسجد میں اعتکاف کیا گیا ہے، اگر اس میں جمعہ نہیں ہوتا تو نماز جمعہ کے لیے اندازہ کر کے ایسے وقت مسجد سے

نکلے جس میں وہاں پہنچ کر سنتیں ادا کرنے کے بعد خطبہ سن سکے۔اگر کچھ زیادہ دیر جامع مسجد میں لگ جائے جب بھی اعتکاف میں خلل نہیں آتا۔

(۶)......اگر بلاضرورت طبعی وشرعی ایک منٹ کو بھی مسجد سے باہر چلا جائے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا خواہ عمداً نکلے یا بھول کر اس صورت میں اعتکاف کی قضا کرنا چاہیے۔

(۷)......اگر آخر عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو ۲۰ تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آئے تب اعتکاف سے باہر ہو۔

(۸)......غسل جمعہ یا محض ٹھنڈک کے لیے مسجد سے باہر نکلنا معتکف کو جائز نہیں۔

شب قدر:

چونکہ اس امت کی عمریں بہ نسبت پہلی امتوں کے چھوٹی ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک رات ایسی مقرر فرمادی ہے کہ جس میں عبادت کرنے کا ثواب ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے بھی زیادہ ہے لیکن اس کو پوشیدہ رکھا تاکہ لوگ اس کی تلاش میں کوشش کریں اور ثواب بے حساب پائیں۔ رمضان کی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر ہونے کا زیادہ احتمال ہے۔یعنی ۲۱،۲۳،۲۵،۲۷اور ۲۹ویں شب، ۲۷،اور ۲۹ویں شب میں سب سے زیادہ احتمال ہے۔ان راتوں میں بہت محنت سے عبادت میں مشغول رہنا چاہیے۔اگر تمام رات جاگنے کی طاقت یا فرصت نہ ہو تو جس قدر ہوسکے، جاگے اور نفل نماز یا تلاوت قرآن یا ذکر و تسبیح میں مشغول رہے اور کچھ نہ ہوسکے تو عشاء اور صبح کی نماز جماعت سے ادا کرنے کا اہتمام کرے۔حدیث میں آیا ہے کہ یہ بھی رات بھر جاگنے کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ان راتوں کو جلسوں، تقریروں میں صرف کرنا بڑی محرومی میں داخل ہے۔(تقریریں ہر رات ہوسکتی ہیں) عبادت کا یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

ترکیب نمازِ عید:

اوّل زبان یا دل سے نیت کرو کہ دو رکعت مع چھ تکبیروں کے پیچھے اس امام کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لو اور سبحانک پڑھو۔ پھر دوسری اور تیسری تکبیر میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دو اور چوتھی تکبیر میں ہاتھ باندھ لو اور جس طرح ہمیشہ نماز پڑھتے ہو، پڑھو۔ دوسری رکعت میں سورت کے بعد جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہہ کر پہلی، دوسری اور تیسری دفعہ میں ہاتھ چھوڑ دو، چوتھی بار تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاؤ۔ باقی نماز حسب دستور تمام کرو۔ خطبہ سن کر واپس آجاؤ۔ والحمدللہ۔

بیان؛ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
تلخیص وترتیب: جام ریاض احمد

مجلس ذکر' منعقدہ دارِ بنی ہاشم' ملتان

دنیا کی زندگی' دھوکے کا سامان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاِتْبَاعِہٖ اَمَّا بَعْد

دوستو اور بھائیو! ہم لوگ اللہ کی یاد کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ اللہ پاک نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی ہے۔ اللہ کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی گواہی، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اللہ کی گواہی کے معنی ہیں کہ اللہ کی صفات اور ذات میں کسی کو شریک نہ بنانا۔ اور نبی کریم ﷺ کی گواہی یہ ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ پر نبوت ختم' اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اس کو شہادتیں کہتے ہیں۔ سابقہ انبیاء میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر ہمارا ایمان ہے کہ قربِ قیامت میں' وہ دوبارہ تشریف لائیں گے اور حضور ﷺ کے خلیفہ اور امتی بن کر آئیں گے۔ اپنی نبوت جاری نہیں کریں گے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْت

ان سات چیزوں کے ساتھ ہم نے دنیا میں اپنے ایمان کی حفاظت کرنی ہے۔ اور دنیا کی زندگی کے بارے میں قرآن کریم کہتا ہے۔ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران:۱۸۵) ''اور دنیا کی زندگی محض دھوکے کا سامان ہے۔''

اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَھْوٌ (محمد:۳۶) ''یہ دنیا کا جینا تو کھیل اور تماشا ہے۔''

اس دھوکے سے بچنے کے لیے' اللہ تعالیٰ نے یہ پانچ چیزیں ہم پر فرض کی ہیں۔ ان کے تحفظ کیلئے ہمیں فرمایا کہ میری ذات پر ایمان لاؤ اور پختہ یقین کرو کہ نظام کائنات کو چلانے کیلئے میں نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ فرشتے انسان سے پہلے پیدا کئے گئے۔ وہ انتہائی فرماں بردار ہیں' اُن میں بغاوت کی کوئی صفت نہیں۔ کھانا پینا اور دیگر ضروریات اسبابِ بغاوت ہیں' جو اُن میں نہیں ہیں۔ بس وہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اسی کا حکم بجالاتے ہیں۔ بغاوت کا مادہ جنات اور انسانوں میں ہے۔ اس لیے یہ کھاتے پیتے ہیں اور کھانے پینے سے ہی فساد پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی فساد کو دور کرنے، غرور و تکبر اور بغاوت و سرکشی جیسی بیماریوں اور غلطیوں کو ختم کرنے کیلئے ایمان اور اطاعت کا حکم دیا ہے۔

فرشتوں پر ایمان لانے سے' اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کبریائی کے اقرار و ایمان سے عاجزی اور تقویٰ پیدا ہوتا ہے انسان اپنے ظاہری و باطنی اعمال درست کرنے میں مشغول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے نگران ہیں اور ہمارے اعمال کا حساب، کتاب میں لکھ رہے ہیں۔ یہی دفترِ عمل' روزِ قیامت' رب ذوالجلال کی بارگاہ میں پیش ہوگا۔ کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعمال درست کرنے کا طریقہ کتاب میں بتایا ہے۔ رسولوں پر ایمان لاؤ کہ وہی کتاب لانے والے اور طریقہ بتانے والے ہیں۔ کتاب اور رسول دونوں حق اور سچ ہیں۔ ان کی اطاعت میں ہی ہدایت نصیب ہوگی اور دنیا کے تمام

معاملات درست ہوں گے۔ یومِ آخرت پر ایمان سے احتسابِ اعمال کی فکر پیدا ہوگی۔

خیر اور شر کی تقدیر کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ پاک نے اچھا اور برا راستہ ہمارے امتحان کے لیے بنادیا اور اچھا یا برا راستہ منتخب کرنے کے لیے ہمیں اختیار اور سمجھ دی۔ مثال کے طور پر' مشہور واقعہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دو آدمی لڑتے جھگڑتے پیش ہوئے۔ ایک جبریہ فرقے کا اور دوسرا قدریہ فرقے کا تھا۔ ایک کا عقیدہ یہ تھا' انسان مجبور ہے' خود کچھ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ کرتے ہیں۔ اور جو قدریہ فرقے کا تھا' اُس کا عقیدہ تھا کہ انسان ہر چیز پر قادر ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''بیٹھ جاؤ!'' جب دونوں کی بات سنی تو فرمایا ''ایسے کرو تم دونوں کھڑے ہو جاؤ' دونوں ایک ایک ٹانگ اٹھالو۔'' دونوں نے ایک ایک ٹانگ اٹھالی۔ اب فرمایا کہ ''دوسری ٹانگ بھی اٹھاؤ۔'' کہنے لگے وہ تو نہیں اٹھتی' دوسری کیسے اٹھے گی' آدمی گر جائے گا۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حکمت اور عقلی دلیل کے ساتھ بتایا کہ ''انسان اتنا قادر ہے اور اتنا مجبور ہے۔'' یعنی جو ایک راستہ اللہ تعالیٰ نے سیدھا بنایا' اس کو اختیار کرنے کا ہمیں حکم دیا کہ اس راستے کو پہچان لو۔ اُس راستے پر چلتے ہوئے جو مصائب و آفات آئیں' اُن پر صبر کے ساتھ زندگی گزارو۔ اب ایک آدمی غلط راستہ تلاش کر کے کہتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بدمعاشی، حرام کاری، نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا، جبر، ظلم اور فساد برپا کرتا ہے۔ خدا کی بغاوت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تو اللہ کا بنایا ہوا راستہ اختیار کر لیا۔ اللہ نے سیدھا راستہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔ اُس راستے پر چلتے ہوئے' جو تکالیف، مصائب اور مشکلات پیش آئیں' اُن کو برداشت کرنا اور صبر کر کے معاملہ اللہ پر چھوڑ دینا یہ ہے والقدرِ خیرِ و شرہٖ من اللہ تعالیٰ و البعثِ بعد الموت۔ اور موت کے بعد جی اٹھنے پر ایمان...... اس بات کا یقین کہ دنیا میں' زندگی گزار کر موت آئے گی اور اس دنیا سے مر کر ہم دوسری دنیا میں منتقل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے قبر میں دوبارہ زندہ کریں گے' حساب کتاب ہوگا پھر موت آئے گی اور پھر تیسری دنیا' آخرت کی دنیا ہے۔ دنیا کی حیات عارضی ہے اور آخرت کی حیات ابدی ہے۔ اللہ کے ذکر سے فکرِ آخرت پیدا ہوتا ہے۔ اور موت کی یاد سے ظلم وعدوان اور فسق وعصیان سے انسان بچ جاتا ہے۔

ذکرِ الٰہی سے انسان کی باطنی و ظاہری اصلاح ہوتی ہے۔ اس کی برکت سے انسان صالح، عابد اور زاہد بنتا ہے۔ نیک آدمیوں کے بھی درجات ہیں اور ان میں زاہد مقبول ترین آدمی ہے۔ اس کے دل میں دنیا کی محبت نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہوتی ہے۔ نبی سب سے بڑے زاہد ہیں۔ نبوت ایسا بلند مقام ہے کہ یہاں دنیا کے خیال کا بھی گزر نہیں ہوتا۔ اُن کے بعد صحابہ ہیں جنہیں نبی ﷺ تعلیم و تربیت اور تزکیہ سے زاہد بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ ایک مرتبہ پیغام آیا کہ اے میرے پیارے! اگر آپ چاہیں تو پوری وادئ بطحا کو سونے کا بنا دوں اور اس سے اپنا فائدہ اٹھائیں۔ دوسری مرتبہ اللہ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو احد پہاڑ سونے کا بنا دوں اور یہ آپ کے ساتھ ساتھ چلتا رہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں' اس دنیا سے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک وقت کی ملتی رہے تیرا شکر ادا کروں اور پھر دوسرے وقت نہ ملے' اس نہ ملنے پر صبر کروں اور تیری عبادت کروں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کی توفیق عطاء فرمائے اور ریاکاری سے بچائے۔ (آمین)

ملک احمد سرور

اسلام کی پھیلتی ہوئی روشنی

☆ **کینیا میں ۴۸۲ افراد کا قبول اسلام**: رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ سے شائع ہونے والے جریدے ''العالم الاسلامی'' کے مطابق کینیا کے قریب ''مرسا بیٹ'' نامی علاقہ میں ۴۵۰ افراد نے حال ہی میں اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا ہے۔''افریقی مسلمز سوسائٹی'' کے صدر دفتر سے ایک دعوتی قافلہ اس خطۂ ارضی کی طرف گیا اور قریباً ۱۸ دن وہاں مقیم رہا، اس دوران میں اس نے اسلامی موضوعات پر کئی تقاریر و محاضرات کا اہتمام کیا۔ ارکانِ اسلام بالخصوص نماز، روزہ، زکوٰۃ کی عملی مشق بھی کرائی۔ نومسلموں کے اس خطہ میں ۳۲ افراد نے دعوتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ایک دوسری اطلاع کے مطابق کینیا ہی کے علاقہ ''غبرا'' میں قریباً ۳۲ افراد نے اپنے آپ کو دامن اسلام سے وابستہ کر لیا ہے۔

☆ **تھائی لینڈ میں اسلامی بیداری**: جنوبی تھائی لینڈ میں ''جالا'' میں واقع اسلامی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر اسماعیل لطفی نے بتایا ہے کہ تھائی لینڈ میں بدھ مذہب کے ماننے والے خاصی تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں پانچ ہزار سے زائد افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔ دعوت و تبلیغ کے کام کو مزید فعال بنانے کی ضرورت ہے اور ایسے ماہر مبلغین اور داعیانِ اسلام کی توجہ اس خطہ کی طرف مبذول کرانا چاہیے جو اسلام کی صحیح تصویر عوام کے سامنے پیش کر سکیں۔ ڈاکٹر لطفی نے بتایا کہ ۱۹۹۸ء سے جب ملک میں اظہار خیال اور دین و مذہب سے متعلق آزادی حاصل ہوئی تو دعوت اسلامی کو ایک حد تک فروغ حاصل ہوا۔ اگر تھوڑی سی بھی کوشش اور محنت کا سلسلہ جاری رہا تو جلد ہی ان شاء اللہ پورے ملک میں اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔ تھائی لینڈ یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے بتایا کہ یہ یونیورسٹی ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۷ء میں قائم ہوئی تھی اور اس سال ان شاء اللہ اس کا پہلا گروپ سند فراغت حاصل کرے گا، جو اس خطہ میں دعوت و تبلیغ کے کام کو آگے بڑھانے میں ممد و معاون ہوگا اور اسلامی معاشرہ کی تعمیر و تشکیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے گا۔

☆ **مڈغاسکر اور تنزانیہ میں قبول اسلام**: مڈغاسکر کے ''بونیہ رانتا'' نامی گاؤں کے ۱۵ افراد نے اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا ہے۔ ان میں تیرہ افراد مسجد المتقین کی افتتاحی تقریب میں علی الاعلان کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور بڑی تعداد مطالعہ اسلام میں مشغول ہے۔ جن لوگوں نے اسلام قبول کیا انہوں نے قبول اسلام کے فوراً بعد اسلامی نام رکھ لیے، لیکن یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ ان میں سے اکثر کے نام پہلے ہی سے اسلامی تھے۔ ایک دوسری اطلاع کے مطابق ''مڈغاسکر'' کے علاقہ ''مناکرا'' کے قریباً ۱۹ افراد نے بھی اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا ہے۔ بعض نے ابھی صرف ارادے ظاہر

کئے ہیں اوران کارجحان ومیلان اسلام کی طرف بڑھتا نظر آ رہا ہے۔امید ہے کہ جلد ہی یہ لوگ بھی ان شاء اللہ اسلام قبول کر لیں گے۔اسی طرح تنزانیہ کے ماساوی قبیلہ کے ۶۰ افراد نے بھی اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا ہے'ان کے قبول اسلام سے دیگر افراد پر بہت گہرے اثرات پڑے ہیں، جوان شاء اللہ ایک نہ ایک دن رنگ لائیں گے۔(بشکریہ تعمیر حیات)

☆ **جمہوریہ بنین میں ۸ ہزار افراد کا قبول اسلام**: رابطہ عالم اسلامی کے شائع ہونے والے جریدہ ''العالم الاسلامی'' کی ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ چار مہینوں کے دوران میں ''جمہوریہ بنین'' کے سات ہزار سات سو چوبیس افراد نے اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا ہے۔''افریقی مسلمز سوسائٹی'' کے ذریعے اتنی بڑی تعداد نے اسلام میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔سوسائٹی نے اس سے پہلے ان خطوں میں کئی دعوتی قافلے روانہ کیے۔ان قافلوں نے کئی مہینوں تک وہاں کیمپ لگایا۔رفتہ رفتہ تین ماہ کے اندر بڑی تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

''بورکینا فاسو'' میں بھی اسی سوسائٹی کے زیر انتظام پانچ دن کے سفر پر ایک جماعت گئی،اس نے ''زوندیگو'' نامی علاقہ کو اپنی دعوتی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔رپورٹ کے مطابق یہ وہ علاقہ ہے، جہاں مسیحی مشنریوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا ہے۔لیکن اس ظلمت کدہ میں بھی قریباً ۶۰ افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔

☆ **برطانوی مفکر ''مارٹن لنجر'' کا قبول اسلام**: نومسلم ''مارٹن لنجز'' اپنے خاندان کے دوسرے افراد کی طرح عیسائیت کے ماننے والے تھے۔پشتوں سے ان کا خاندان اسی مذہب پر قائم تھا۔ان کی پرورش و پرداخت بھی اسی ماحول میں ہوئی۔جب وہ انگلینڈ کی آکسفورڈ یونیورسٹی کے شعبہ لسانیات میں زیر تعلیم تھے تو انہوں نے ادیان و مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ بھی شروع کر دیا۔دوران مطالعہ جب مذہب اسلام کی تصویر ان کے سامنے آئی تو انہوں نے اسلام کو ایک ایسا نظام حیات پایا جو عقل و دل اور شعور و وجدان دونوں سے ہم آہنگ ہے۔ان کا بیان ہے کہ ''جب میں نے اسلام کا مطالعہ کیا تو اسلام کے صاف اور شفاف آئینہ میں مجھے میری تصویر جھلکتی ہوئی نظر آئی اور یہ احساس ہوا کہ میں اب حقیقی انسان ہوں۔پہلے میری زندگی بہیمانہ طریقہ پر گزر رہی تھی۔اسلام فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے''۔انہوں نے مزید بتایا کہ ''قدرت کا فیصلہ میرے حق میں یہ تھا کہ میں دامن اسلام سے وابستہ ہو جاؤں،اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اللہ کے فیصلہ میں کوئی ردّوبدل کرنے والا نہیں''۔

مارٹن لنجر نے الجزائر کے ایک عالم دین شیخ محمد علوی جو سوئٹزرلینڈ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے کے ہاتھ پر قبول اسلام کیا۔ان کا مسلم نام ابوبکر سراج الدین ہے۔انہوں نے اپنے قبول اسلام کے اسباب و محرکات کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میری شخصیت کی تشکیل اور مجھے اسلام کے قریب کرنے میں ایک نومسلم مصنف کی کتابوں نے کلیدی کردار ادا کیا۔ان کا نام شیخ عبدالواحد یحییٰ مصری ہے۔ان کی کتابوں کو پڑھ کر میرے اندر ان سے ملنے کا داعیہ پیدا ہوا۔چنانچہ اسی سلسلہ میں، میں نے مصر کا سفر کیا۔وہ ایک بڑے عالم دین اور شریعت حقہ پر عمل کرنے والے ہیں۔زہد و تقویٰ ان کا شعار ہے۔زہد

سے دنیا ومافیہا سے عدم استفادہ مراد نہیں بلکہ دنیاوی اسباب و وسائل کو ضرورتاً استعمال کرتا ہے، لیکن قلب کو ان کی آلائشوں سے پاک وصاف رکھنا ہے۔ مارٹلن لنجر نے تھوڑی دیر خاموشی اختیار کی، اس کے بعد فرمایا کہ ''زہد کا یہ معنی رسول اکرم ﷺ کی ان احادیث سے ماخوذ ہے جن میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِیْلٌ '' دنیا میں ایک اجنبی شخص اور مسافر کی طرح زندگی گزارو اور ''اِنَّمَا اَنَا وَالدُّنْیَا کَرَاکِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا '' میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی سی ہے جس نے کسی سایہ دار درخت کے نیچے تھوڑی دیر آرام کیا پھر وہاں سے کوچ کر گیا۔ زہد کے یہی معنی میں نے شیخ عبدالواحد یحییٰ سے سنے ہیں'' (بشکریہ: محمد فرمان نیپالی ندوی، تعمیر حیات لکھنو)

☆**اسرائیل کے یہودی خاندان کا قبولِ اسلام**: اسرائیل کے ایک یہودی خاندان نے انٹرنیٹ پر چیٹنگ کے دوران میں ایک عرب عالم دین سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے۔ اسرائیلی اخبار کے مطابق امریکہ میں چار سال قبل اسرائیل سے آنے والے یہودی بنیاد پرست اور شاس پارٹی کے رکن یوسف کوہین نے اپنی اہل خانہ سمیت ایک عرب عالم دین کے ساتھ انٹرنیٹ پر گفتگو کے بعد اسلام قبول کر لیا۔

☆**انڈونیشیا کے ۵ ہزار عیسائیوں کا قبولِ اسلام**: سعودی عرب کی دعوتی تنظیم ''اسلامک ریلیف آرگنائزیشن'' کے دعوتی کام کے نتیجے میں جزائر ملوکا میں انڈونیشیا کے پانچ ہزار عیسائیوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ انڈونیشیا کے ان جزائر میں اس تنظیم کے ۱۵۰ مبلغین دعوتی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

☆**ڈنمارک میں قبولِ اسلام کی رفتار**: ڈینش ایجنسی (Danish Agency) کی ایک مطالعاتی رپورٹ کے مطابق ڈنمارک میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق کم از کم ایک باشندہ روزانہ اسلام قبول کرتا ہے۔ کوپن ہیگن یونیورسٹی کے ریکارڈ کے مطابق اسلامی مطالعہ میں داخلہ لینے والے طلبہ کی تعداد میں ۶۰ فیصد اضافہ ہوا۔

☆**نیوزی لینڈ میں مسلمان رکن پارلیمنٹ**: ۳۹ لاکھ آبادی کے ملک نیوزی لینڈ میں تقریباً ۲۴ ہزار مسلمان آباد ہیں۔ ۱۱۷ رکنی نومنتخب اسمبلی میں ایک مسلمان چہرہ بھی منتخب ہوا ہے جس نے ۲۶ راگست کو قرآن پر حلف اٹھایا۔ حلف کے لیے وہ اپنے گھر سے قرآن مجید لایا کہ سرکار کے پاس قرآن مجید کی کوئی کاپی نہ تھی۔ منتخب مسلمان رکن اسمبلی اشرف چودھری ایک سائنس دان ہیں اور وہ ۵۳ سال قبل پاکستان کے صوبہ پنجاب میں پیدا ہوئے تھے۔ ۱۹۷۶ء میں وہ نیوزی لینڈ چلے گئے۔ پاکستان میں وہ ایک غریب کسان فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔

☆**ایمسٹرڈم میں اسلام کی روشنی**: ہالینڈ میں کیے گئے ایک سروے کے مطابق ایمسٹرڈم میں تمام مذاہب میں

اسلام سب سے زیادہ مقبول اور باعمل مذہب پایا گیا ہے۔ روزنامہ میٹرو (Daily Metro Dutch) کے مطابق عیسائیت اور یہودیت کا نمبرا اسلام کے بعد ہے۔ روزنامہ میں شائع ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق شہر کی ۱۳ فیصد آبادی مسلمان ہے۔ ۱۰ فیصد سے کم کیتھولک، ۵ فیصد پروٹسٹنٹ اور ایک فیصد یہودی ہے۔ دیگر مذاہب کے ماننے والے تقریباً بارہ فیصد ہیں۔ ۵۹ فیصد آبادی کا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ اخبار کے مطابق بیسویں صدی کے آغاز پر ہالینڈ میں مسلمانوں کی تعداد نا قابل ذکر تھی مگر وقت گزرنے کے ساتھ لوگوں کی عیسائیت میں دلچسپی کم ہوئی اور چرچ بند ہوتے گئے۔ بے مذہب افراد کی اسلام میں دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے۔ ایمسٹرڈم کے علاوہ کئی دیگر شہروں میں بھی مسلمان سب سے بڑی مذہبی کمیونٹی ہیں۔ ہالینڈ میں پیدا ہونے والا ہر چوتھا بچہ مسلمان ہوتا ہے۔

☆ **بھارت میں ۴۰، افراد کا قبولِ اسلام:** بھارت میں ذات پات کے باعث نیچ ذاتوں سے امتیازی سلوک اور ظلم عام ہے۔ اسی امتیازی سلوک اور ظلم کی وجہ سے نیچ ذات کے ہندو، ہندو مت ترک کر کے دوسرے مذاہب کو قبول کرتے جا رہے ہیں۔ تھڈا کپور کا موہار سنگھ بھی گزشتہ ایک سال سے مسلسل امتیازی سلوک کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ اس امتیازی سلوک سے تنگ آ کر اس نے اپنے ۹ اہل خانہ کے ہمراہ اسلام قبول کر لیا۔ علاقہ کے دیگر ۳۱ ہندوؤں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ جب سے ان افراد نے اسلام قبول کیا ہے، متشدد ہندو جماعت وی ایچ پی انہیں دوبارہ ہندو بنانے کے لیے ان پر ہر دباؤ ڈال رہی ہے مگر جمال الدین (موہار سنگھ) نے ان کے دباؤ کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے: جب ہر روز ہم پر ظلم ہو رہا تھا اس وقت ہندو لیڈر کہاں تھے؟ جب ہم ہندو تھے، ہمارے بارے میں کسی نے سوچا تک نہ، اب جب کہ ہم اسلام کا انتخاب کر لیا ہے تو یہ شور و غل کیوں''۔

جمال دین کا مزید کہنا ہے کہ ہندو ہوتے ہوئے ہمیں ایک میل دور سے پانی لانا پڑتا تھا کیونکہ گاؤں کے کنوئیں سے پانی بھرنا ہمارے لیے ممنوع تھا۔ ہمارے پانی لینے سے ہندوؤں کا کنواں پلید ہو جاتا تھا جبکہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہماری کئی مشکلات دور ہو گئی ہیں اور ہم خوش ہیں۔ وی ایچ پی اور بی جے پی نے ۳۰ دیہاتوں کے سرکردہ ہندوؤں کی مہا پنچایت بلائی اور الٹی میٹم دیا کہ اگر دو دن کے اندر نو مسلموں نے فیصلہ نہ بدلا تو وہ گاؤں پر حملہ کر دیں گے۔ الٹی میٹم کا کیا بنا، اس کی تا حال کوئی خبر نہیں ملی۔

☆ **روانڈا میں اسلام کی تیز رفتاری:** شکاگو ٹریبون کے مطابق جمعہ کی اذان سے بہت پہلے روانڈا کے دارالحکومت کیگالی کے مضافات کے مسلمان شہر کی مساجد میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ مسجدیں اور مسجدوں کے سامنے کی جگہیں بھر جاتی ہیں۔ روانڈا میں نوے فیصد ہوٹو (Huto) نسل کے لوگ آباد ہیں جبکہ دس فیصد ٹٹسی (Tutsi) جن کا قد کافی لمبا ہوتا ہے۔ کئی صدیوں تک ٹٹسی اکثریت پر غالب رہے۔ ۱۹۵۹ء میں خانہ جنگی شروع ہوئی اور ٹٹسی اقتدار کا خاتمہ ہو گیا کیم

جولائی ۱۹۶۲ء کو روانڈا آزاد ہوگیا۔ ۱۹۶۳ء میں جلاوطن ٹٹسیوں نے ناکام حملہ کیا جس کے نتیجے میں ٹٹسی بڑی تعداد میں قتل ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں ٹٹسی باغیوں اور حکومت میں امن معاہدہ ہوا جو اپریل ۱۹۹۴ء میں ٹوٹ گیا جس کے نتیجہ میں وسیع قتل عام ہوا۔ پانچ تا آٹھ لاکھ افراد مارے گئے اور بیس لاکھ سے زیادہ بے وطن اور بے گھر ہوئے۔ متاثرین میں زیادہ تعداد ٹٹسیوں کی تھی۔

۱۹۸۲ء میں روانڈا کی آبادی تقریباً ۵۵ لاکھ تھی جس میں عیسائی ۵۴ فیصد اور مسلمان ۷ فیصد تھے۔ مگر اس نسلی جنگ نے عیسائی عقائد کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس وقت روانڈا کی آبادی تقریباً اسی لاکھ ہے اور اسلام معمول سے ہٹ کر ایک مقبول مذہب بن چکا ہے۔ بیس سالہ سلمہ انگعبائر جس نے ۱۹۹۵ء میں اسلام قبول کیا تھا اور جس کے دو بھائی نسلی فسادات میں مارے گئے تھے، کا کہنا ہے کہ ''نسل کشی مہم میں جو کچھ ہم نے دیکھا اس نے ہمارے ذہنوں کو بدل دیا اور ہم نے مسلمانوں کو نہایت مہربان افراد کے طور پر پایا''

دارالحکومت کیگالی کے پر رونق بازاروں میں مسلمان خواتین سر پر سکارف اوڑھے جبکہ مرد لمبی قمیصیں (چوغے) اور سر پر منقش ٹوپی پہنے عام نظر آتے ہیں۔ مسجدوں اور سکولوں میں طلبہ وطالبات گنجائش سے زیادہ ہیں۔ آج روانڈا کے تقریباً چودہ فیصد شہری اپنے آپ کو مسلمان شمار کرتے ہیں جبکہ نسل کشی سے پہلے یہ صرف سات فیصد تھے۔ ''ہم ہر جگہ ہیں'' یہ بات روانڈا مسلم کمیونٹی کے لیڈر شیخ صالح نے کہی۔ انہوں نے بتایا کہ تقریباً تمام شہروں اور قصبوں میں مسجدیں موجود ہیں اگرچہ سوڈان، تنزانیہ، یوگنڈا اور کئی دیگر افریقی ممالک میں مسلمان بڑی اکثریت میں ہیں مگر ۱۹۹۴ء کی نسل کشی تک روانڈا میں اسلام مقبول نہ تھا۔ اپریل ۱۹۹۴ء سے جون ۱۹۹۴ء تک ہوٹو ملیشیا اور عوام نے لاکھوں ٹٹسیوں کو قتل کیا۔ چند ماہ کے دوران میں ۷۵ فیصد ٹٹسی ہلاک کر دیئے گئے۔ زیادہ تر کو کدالوں، پھاوڑوں اور خنجروں سے قتل کیا گیا۔ اس دوران میں روانڈا کے مسلمانوں نے زندگی کی امید سے مایوس ہو چکے ہزاروں ٹٹسیوں کے لئے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیے اور انہیں اپنے گھروں میں چھپالیا۔

یحیٰی کا ئیرنگا جو ایک ٹٹسی نوجوان ہے وہ نسل کشی شروع ہوتے ہی اپنی ماں کو اپنے ساتھ لے کر کیگالی چلا گیا اور سنٹرل آف گیتاراما کے ایک مسلم گھرانے میں پناہ لے لی۔ اس کا باپ اور چچا جو پیچھے رہ گئے تھے انہیں قتل کر دیا گیا۔ ''ہماری ان لوگوں نے مدد کی جنہیں ہم جانتے تک نہ تھے'' ایک ۲۷ سالہ نوجوان نے کہا: ''بدنام کیتھولک چرچ کی طرف واپسی بہت مشکل تھی اس لئے ۱۹۹۶ء میں اسلام قبول کر لیا'' اب یہ نوجوان منقش سنہری ٹوپی اور سفید لمبی قمیص پہنتا ہے۔ وہ روانڈا کی روایتی کیلا شراب بھی نہیں پیتا بلکہ مقامی مدرسہ میں قرآن اور عربی پڑھ رہا ہے۔ وہ روزانہ صبح کی نماز میں شریک ہوتا ہے۔ ''شروع میں، میں نے سوچا کہ اسلام تو ایک مشکل دین ہے لیکن یہ خوف جلدی دور ہوگیا۔ بلاشبہ یہ شروع میں آسان نہیں ہے مگر آہستہ آہستہ اس کی عبادات اور تعلیمات معمولات زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں''۔

روانڈا کے مسلمان لیڈر ایک بڑی مشکل جدوجہد کر رہے ہیں کیونکہ ٹٹسی اور ہوٹو مسلمانوں کی تعداد برابر ہے۔ وہ

رواداری اور معاف کر دینے کی اسلامی تعلیمات سے ان کی تربیت کر رہے ہیں۔ روانڈا میں صرف مساجد ہی نسلی کشیدگی سے محفوظ جگہیں ہیں۔ کا ئیر نگا کا کہنا ہے: ''اسلام میں ہوٹو اور ٹٹسی ایک ہی مقام رکھتے ہیں۔ اسلام ہمیں اخوت و بھائی چارے کی تعلیم دیتا ہے''، مسلم لیڈر شیخ صالح کہتے ہیں ''اپنے جانی تحفظ اور عزت و ناموس کے لیے ٹٹسیوں کا بڑا حصہ اسلام قبول کر چکا ہے تو ہوٹو بھی اپنے گناہ گار ماضی سے جان چھڑانے کے لیے اسلام میں پناہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ وہ اپنے ہاتھوں پر خون محسوس کرتے ہیں اور اپنے آپ کو پاک کرنے اور گناہ بخشوانے کے لیے اسلام قبول کر رہے ہیں۔

☆ **حجاب سے متاثر ہوکر ہندو خاتون کا قبولِ اسلام**: لندن (ثناء نیوز) برطانیہ میں ایک ہندو خاتون نے پردے کے تصور سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق ایک ہندو خاتون جو کچھ عرصہ قبل اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے برطانیہ گئی، نے اسلام میں عورت کے لیے پردے کے احکامات سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ ان کا نیا نام نور رکھا گیا ہے۔ لندن میں ثناء نیوز سے بات چیت کے دوران میں نور نے دین اسلام کی قبولیت کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جب وہ دین اسلام کی طرف سے عورتوں کے دیئے گئے حقوق سے واقف ہوئیں تو انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو عورتوں کو دیگر مذاہب کے مقابلے میں سب سے زیادہ حقوق دیتا ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے دین اسلام قبول کیا۔

☆ **جنوبی کوریا میں ۲۲ افراد کا قبول اسلام**: ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ (WAMY) کے دعوتی پروگراموں کے نتیجے میں جنوبی کوریا میں بائیس افراد نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ سیؤل میں وامی کے نمائندے شیخ عبدالرحمٰن نے بتایا کہ نو مسلموں میں اٹھارہ عورتیں ہیں۔ ان عورتوں میں ایک روسی اور ایک تائیوانی ہے۔ وہ مسلمانوں کے طرز زندگی اور حسن سلوک سے بہت متاثر ہوئیں۔

☆ **برطانوی خاتون صحافی ''ریون ریڈلی'' کا قبول اسلام**: بی بی سی کے مطابق ''سنڈے ایکسپریس'' کے لیے کام کرنے والی برطانوی خاتون صحافی ''ریون ریڈلی'' نے قرآن پاک اور دیگر اسلامی کتب کے مطالعے کے بعد اسلام قبول کرلیا ہے۔ یاد رہے! طالبان دورِ حکومت میں قید رہنے والی ریڈلی نے رہائی کے بعد اپنی گرفتاری پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ طالبان نے اس کی رہائی اسلام قبول کرنے سے مشروط کر دی تھی۔ تاہم انہوں نے طالبان کا مطالبہ یہ کہہ کر مسترد کر دیا تھا کہ وہ اسلام کے مطالعہ کے بعد ہی کوئی فیصلہ کرسکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن پاک کے مطالعے کے بعد یہ تسلیم کیا ہے کہ اسلام نجات دینے والا مذہب ہے''۔

(بشکریہ: ماہنامہ ''بیدار ڈائجسٹ'' اکتوبر ۲۰۰۲ء)

چودھری ثناء اللہ بھٹہ
نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

متحدہ مجلس عمل کا امتحان

الیکشن ۲۰۰۲ء کے نتائج حیرت انگیز ہیں۔ مسلم لیگ کے کئی ٹکڑوں میں بٹنے کے باعث، پیپلز پارٹی کی کامیابی کے امکانات واضح تھے۔ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ پاکستان بنانے اور چلانے کی دعویدار جماعت ذاتی مفادات کے چکر میں اپنی حیثیت کھو چکی ہے۔ ہر گروپ اپنے آپ کو حق بجانب قرار دینے پر مُصر رہا۔ حالانکہ ان رہنماؤں کو حقیقت حال کا بخوبی اندازہ تھا۔ لیکن جب ملی مفادات پر ذاتی مفادات کو ترجیح دینا ہی فرضِ اوّلیں قرار پا جائے تو حقیقت حال کی واضح نشاندہی سے آنکھیں موند لینے کی افسوس ناک صورت پیدا ہونا لازمی تھا۔ ان تمام ممکنہ خدشات کا شعور ہونے کے باوجود ضد اور ہٹ دھرمی کا جو نتیجہ ۱۰ اکتوبر کو سامنے آیا، اس کا ادراک پہلے ہی ضروری تھا۔ یہاں تک پیپلز پارٹی کے درجہ سوم کے رہنما ببانگ دہل اخبارات میں یہ دعوے کرتے رہے کہ مسلم لیگ سر پھٹول سے پیپلز پارٹی کو فائدہ پہنچے گا اور اس کے امیدوار بھاری اکثریت سے کامیاب ہوں گے۔ ایسے بیانات نشر ہونے کے باوجود لیگی رہنماؤں کو ہوش نہیں آیا۔ وہ بزعم خود اپنی اپنی کامیابی کا ڈھنڈورا پیٹتے رہے۔ حالانکہ ملک کا غیر جانبدار وسیع طبقہ محسوس کر رہا تھا کہ مسلم لیگ کی اس بندر بانٹ سے ایک دفعہ پھر ملک کی معیشت کا بیڑا غرق کرنے والی قیادت برسر اقتدار آنے کے لیے پر تول رہی ہے۔

انہی حالات کے باعث مذہبی و دینی حلقوں میں شدید قسم کی تشویش پائی جاتی تھی۔ پھر ایسا ہوا کہ کچھ حساس حضرات کی کوشش سے چھے دینی جماعتوں کے رہنماؤں نے یکجا بیٹھ کر مستقبل کے خطرات کا جائزہ لیا اور متحدہ مجلس عمل کے نام سے ایک نئے اتحاد کی تشکیل ہوئی۔ اس مجلس میں تمام مسالک کے حضرات کو یکجا کرنے کی سعی کی گئی۔ ذہنی کھچاؤ کے باوجود آئندہ درپیش خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک متحدہ پلیٹ فارم کی ضرورت کو پورا کرنے کی اس کوشش کو ملک بھر کے دینی و مذہبی حلقوں میں خوش آمدید کہا گیا۔ انتخابات سے پہلے مختلف حلقوں میں امیدواروں کے چناؤ کا مرحلہ اگرچہ تکلیف دہ حالات سے دوچار رہا لیکن پھر بھی کافی حد تک اس منزل کو سر کیا گیا۔ ۱۰ اکتوبر کے انتخابات کے جو نتائج سامنے آئے ہیں وہ موجودہ حکومتی حلقوں میں خصوصاً اور سیکولر طبقوں میں عموماً حیران کن تصور کئے گئے ہیں۔ کیونکہ پاکستان کی ۵۵ سالہ تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے جس میں انتخابی معرکہ میں دینی محاذ کے ۴۵ امیدوار کامیاب ہوئے ہیں۔ خصوصیت سے افغانستان کی سرحدوں سے ملحقہ دو صوبوں سرحد اور بلوچستان میں بھاری تعداد میں متحدہ مجلس عمل کے امیدواروں کی کامیابی نے تہلکہ مچا دیا ہے۔ اگرچہ قومی اسمبلی میں بھی ایک مؤثر تعداد کامیاب ہو کر آئی ہے۔ جو آئندہ قانون سازی میں

ایک مؤثر اور جاندار عمل کا مظاہرہ کر سکتی ہے۔

اس وقت قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ''ق'' کے ممبروں کی بھاری تعداد نے مستقبل کا جو نقشہ ترتیب دیا ہے۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کل تک بہن بھائی باہمی روابط سے متحدہ لائحہ عمل پر گامزن ہونے کا جو عندیہ دیتے رہے ہیں وہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ بلکہ حتمی نتائج آنے سے پہلے ہی پیپلز پارٹی کے موجودہ سربراہ مخدوم امین فہیم کا فوجی کمانڈروں سے خفیہ ملاقات کرنے کے فوری بعد لندن یاترا بہت سے راز ہائے سربستہ کا انکشاف کرنے میں ممدومعاون ہوں گے۔سیاسی مبصرین کا اندازہ ہے کہ آئندہ حکومت پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ق کے اشتراک سے بنے گی اور موجودہ برسراقتدار حضرات اس کو آشیر باد دیں گے۔اس نقشہ میں آئندہ کی اپوزیشن مسلم لیگ ن اور متحدہ مجلس عمل کے ارکان پر مشتمل ہوگی۔دوسری چھوٹی چھوٹی جماعتیں وقتی مفاد کے لیے حکومتی چھتری کا سہارا لیں گی۔

اب نئے حالات کا جو نقشہ تشکیل پا رہا ہے۔اس میں متحدہ مجلس عمل کا امتحان بھی ہوگا۔اور اس کے ارکان کو اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور متوقع خدشات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے دشوار گزار مرحلہ سے گزرنا پڑے گا۔متحدہ کے رہنماؤں نے الیکشن مہم میں عموماً اور اپنے منشور میں خصوصاً جن خوش آئند وعدوں کا اعلان کیا ہے ان کے پورا کرنے کا موقع ملا ہے تو اسے سرانجام دے کر قوم کے سامنے سرخرو ہو سکتے ہیں۔خاص طور پر صوبہ سرحد اور بلوچستان میں وہ صوبائی حکومتوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔جب حکومت کا بار کندھوں پر پڑے گا تو پھر کئی ایک مشکلات سے بھی دوچار ہونا پڑے گا۔لیکن سب سے زیادہ خوش آئند توقع یہ ہے کہ وہ نمونہ کی رفاہی حکومت قائم کر کے خوش گوار مستقبل کی راہ ہموار کر سکتے ہیں۔افغانستان میں طالبان کی مثالی حکومت کا ایک کامیاب تجربہ ان کے لیے مشعل راہ بن سکتا ہے۔طالبان نے مختصر وقت میں ایک فلاحی ریاست کا جو تاریخی کارنامہ سرانجام دیا وہ اقوام عالم سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ طالبان نے جنگجو قوم کو جس طرح پرامن نظام حکومت کا تحفہ دیا وہ تاریخ عالم کا درخشندہ باب ہے۔طالبان نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہمارے الفاظ میں ''حکومت الٰہیہ'' کا ایک زندہ جاوید نمونہ دنیا کے سامنے عملی طور پر پیش کیا۔کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب تک طالبان برسراقتدار رہے پورے افغانستان میں امن وامان کی صورت حال حیران کن حد تک بے مثال تھی۔ہر وقت بندوق کی گولی سے کھیلنے والی سر پھری قوم کو جس محبت اور الفت کے ساتھ پرامن ماحول مہیا کیا وہ ان لوگوں کے حسن تدبر کی روشن مثال ہے۔

صوبہ سرحد اور بلوچستان کے بہادر سرفرشوں نے افغانستان میں جس بہادری اور جرأت رندانہ کا مظاہرہ کیا وہ اہالیان سرحد و بلوچستان کے سامنے ہے۔وہ یقیناً متحدہ مجلس عمل کے اکابر سے یہ توقع رکھیں گے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت غیر مترقبہ کو عوام کی فلاح و بہبود اور بلندیٔ کردار کے لیے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔یہ توقع اور تمنا صرف ان دو صوبوں کے عوام کو ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان کے دینی و مذہبی حلقوں میں ابھی سے محسوس کی جا رہی ہے۔

ان حالات میں متحدہ مجلس عمل کے رہنماؤں کا ایک امتحان درپیش ہے۔ جب وہ انتخابی اجتماعات میں بھی یہ اعلان کرتے رہے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اقتدار دیا تو ہم ایک مثالی حکومت قائم کریں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ کرے کہ یہ حضرات کامیابی کے ان خوش گوار لمحات میں اپنے وعدوں کو پورا کریں۔ توقعات کے اس بحر بےکراں میں متحدہ محاذوں کی سابقہ تاریخ پر بھی ایک نظر ڈال لینا چاہیے تاکہ مستقبل میں سابقہ تجربات کا اعادہ نہ ہو اور جو ناخوشگوار حادثات سے یہ محاذ دوچار ہوتے رہے ہیں۔ ان سے حتی الوسع سبق حاصل کیا جائے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس عمل کے اکابرین نے دن رات کی جدوجہد سے جو باہمی اعتماد اور محبت و الفت کی فضا قائم کی تھی وہ بہت جلد بعض عاقبت نااندیش حضرات کی کم فہمی اور ناتجربہ کاری کی نذر ہو گئی۔ حالانکہ تحریک کے ابتدائی ایام میں تمام مسالک کے حضرات نے محبت و اخوت کی بہترین مثالیں قائم کی تھیں لیکن وقت امتحان ان جذبات کو نظرانداز کر کے اپنی اپنی جماعت اور مسلک کی اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔ تحریک کے ابتدائی ایام میں یہ اعلان کیا جاتا رہا کہ یہ اتحاد تا دیر قائم رہے گا لیکن ایسا نہ ہوا۔

مجلس احرار اسلام کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ احرار رہنماؤں نے ہمیشہ ہی اپنی جماعتی تنظیم کو اجتماعی مفاد پر قربان کیا۔ ہر تحریک کی تیاری اور استحکام کے لیے انتھک محنت کی۔ دوسرے مسالک یا جماعتوں کے رہنماؤں کو اپنا سردار بنایا اور خود رضاکار کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی ایسا ہی ہوا کہ مولانا محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ کو قائدانہ حیثیت سے قبول کیا اور احرار کا کوئی بھی نمایاں رہنما کسی ذمہ دار عہدہ پر براجمان نہ ہوا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف تحریک میں بھی ایسا ہی ہوا لیکن اس کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ جس جذبے اور ضرورت کا احساس کرتے ہوئے یہ محاذ بنائے گئے، انہیں آئندہ کے لیے ملحوظ خاطر نہ رکھا گیا۔ بلکہ گروہی اور جماعتی مصلحتوں پر محاذ کے مفادات کو قربان کر دیا گیا۔

میں اس موقع پر اکابر متحدہ مجلس عمل سے گزارش کروں گا کہ بین الاقوامی سطح پر سیکولر حکومتیں اور قوتیں اسلامی اقدار کی ترویج کو ایک لمحے کے لیے بھی برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ وہ کسی طور بھی پاکستان میں مکمل طور پر یا افغانستان سے ملحقہ علاقوں میں دینی ترویج کو برداشت نہ کریں گے۔ لہٰذا بہت ہی ہوش مندی اور مستقل مزاجی سے قوم کی توقعات پر پورا اترنے کے لیے اپنے حوصلے بلند رکھیں اور اپنے یسار و یمین پر گہری نظر رکھیں۔ آپس کے اتحاد کو ہر حالت میں قائم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو! (آمین)

عرفان صدیقی

جرمِ مسیحائی

میں نے کچھ دن قبل نومنتخب قومی اسمبلی کی کارروائی کا تصوراتی خاکہ پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ سیاسی جماعتوں کے باہمی تعاون کی کیسی ہی سبیلیں کر لی جائیں اور دلوں کو ٹھنڈک بخشنے والی کیسی ہی حکومت کیوں نہ تخلیق کر لی جائے، اسمبلی ہال کا ہر قمقمہ عوامی جذبہ و احساس کی تپش کی علامت بن جائے گا اور پہلا سوال یہ اٹھے گا کہ کس اختیار کے تحت پاکستان کے ہوائی اڈے امریکہ کے حوالے کیے گئے ہیں اور سرزمین وطن کو کس کے حکم کے تحت ایف بی آئی کی چراہ گاہ بنا دیا گیا ہے؟

تحریک انصاف کے سربراہ، نومنتخب رکن قومی اسمبلی عمران خان نے اعلان کیا ہے کہ وہ قومی اسمبلی کے اجلاس میں پہلا سوال یہ اٹھائیں گے کہ ''میرا ملک آزاد ہے یا غلام؟ اگر آزاد ہے تو کیا خود مختاری بھی ہے اور اس کی حاکمیت قائم ہے؟ اگر اس کی آزادی، خود مختاری اور حاکمیت برقرار ہیں تو یہ کیسے ممکن ہوا کہ امریکی ایف بی آئی ملک کے ایک معزز ممتاز شہری کو اٹھا لے گئی اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے اور اس پر کیا گزر رہی ہے؟

میں ڈاکٹر عامر عزیز کو نہیں جانتا۔ اس مردِ حق آگاہ کا نام بھی پہلی دفعہ سنا ہے لیکن عمران خان اسے ۱۳ برس سے جانتا ہے۔ اس نے اسلام آباد میں ایک بھری پریس کانفرنس کے دوران بتایا کہ وہ ''نیک، خدا ترس، انسان دوست اور انسانیت نواز شخص ہے۔ صفِ اوّل کا آرتھو پیڈک ہوتے ہوئے، وہ سالہا سال تک قومی کرکٹ ٹیم کے کھلاڑیوں کا بلا معاوضہ علاج کرتا رہا۔ اس نے شوکت خانم میموریل اسپتال کے لیے برسوں مفت خدمات سرانجام دیں۔ اس نے ہزاروں نادار مریضوں کا علاج کیا اور کوئی فیس نہ لی۔''

عامر عزیز سے شناسائی رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ ''وہ دوسروں کے لیے بنا ہے۔ غریبوں، ناداروں اور مظلوم لوگوں کے لیے اس نے اتنا کچھ کیا، جتنا بڑے بڑے ریاستی ادارے بھی نہ کر سکے۔ ایک نامور اور ہنرمند آرتھو پیڈک سرجن ہونے کے ناطے، وہ ایک پرائیویٹ پریکٹس کے ذریعے لاکھوں کروڑں کما سکتا تھا لیکن اس کی ترجیحات دوسری تھیں۔ وہ دوسروں کے آنسو پونچھنے اور ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لیے پیدا ہوا۔ مدتوں وہ پاکستان میں مقیم افغان اور کشمیری مہاجرین کی دیکھ بھال اور خدمت میں مصروف رہا۔ وہ ان کی خیمہ بستیوں میں جاتا، ان کی مالی امداد کرتا، ان کا علاج معالجہ کرتا، دوائیں تقسیم کرتا۔ ''دکھی انسانیت کی بے لوث خدمت'' کا نعرہ اس کی شکل میں مجسم ہو گیا تھا۔'' جہادِ افغانستان کے خاتمے کے بعد جب اسے خبر پڑی کہ بارودی سرنگوں سے زخمی ہونے والے لوگوں کا کوئی پرسانِ حال نہیں تو ۱۹۸۹ء میں وہ

سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کابل پہنچ گیا۔ اس نے سینکڑوں میڈیکل کیمپ لگائے۔ لاہور کی آسائشوں بھری زندگی چھوڑ کر وہ برسوں تباہ حال افغانستان کے بے سروساماں لوگوں کا علاج کرتا رہا۔ کیلی فورنیا کی ایک این جی او کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے اس نے انسانیت کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ وہ لاہور کے ایک بڑے اسپتال کا منتظم اعلیٰ رہا اور اچھی روایات رقم کیں۔ ایک اچھا اور انسان دوست شخص ہونے کے باعث اس کا حلقۂ تعارف وسیع تھا اور لوگ اسے دیمک زدہ معاشرے میں ایک استثناء خیال کرتے تھے۔

اور پھر یوں ہوا کہ سات سمندر پار سے آئے گورے سپاہیوں نے رات گئے اس کے گھر پر دستک دی اور اٹھا لے گئے۔ ایک آزاد اور خودمختار ملک کا معزز شہری نہ قانون کو آواز دے سکا، نہ کوئی زنجیرِ عدل ہلا سکا اور نہ گوری چمڑی والوں سے پوچھ سکا کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو اور تمھیں لاہور کی گلیوں میں قدم دھرنے اور میرے دروازے پر دستک دینے کی جرأت کیسے ہوئی؟

کوئی نہیں جانتا کہ اسے کس طرح پکڑا گیا، کس طرح گاڑی میں ڈالا گیا، اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑیں یا نہیں؟ کسی کو یہ خبر نہیں کہ وہ تفتیش کے کن مراحل سے گزر رہا ہے اور زندگی بھر غریبوں کی دستگیری کرنے والے مسیحا کے قلب و ذہن پر کیا گزر رہی ہے؟ کسی کو معلوم نہیں کہ ہڈیاں اور اعضاء جوڑنے والے ڈاکٹر کی ہڈیوں اور اعضاء پر کیا گزر رہی ہے؟

عمران خان غصے میں تھا اور بہت کچھ کہتا رہا۔ ''آخر یہ تو بتایا جائے کہ ایف بی آئی کو کس نے اندھیر نگری کی اجازت دے رکھی ہے؟ کس قانون کے تحت امریکیوں نے ڈاکٹر عامر کو حراست میں لیا؟ سپریم کورٹ آف پاکستان کو ازخود اس کا نوٹس لینا چاہیے۔ اگر ڈاکٹر عامر نے کوئی جرم کیا ہے تو پاکستان کا قانون موجود ہے، پاکستان کی عدالتیں موجود ہیں، پاکستان کی پولیس موجود ہے، انسانی حقوق کی تنظیموں اور دینی سیاسی جماعتوں کو بیداری کا ثبوت دینا چاہیے۔ ملکی قوانین کی ایسی تذلیل تو انگریزی سامراج کے دنوں میں بھی ممکن نہ تھی۔ دہشت گردی کے خلاف مہم کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ملکی قوانین اور انسانی حقوق کا احترام نہ کیا جائے۔ ایک معزز پاکستانی شہری کی ایف بی آئی کے ہاتھوں گرفتاری پوری قوم کے لیے باعثِ شرم ہے۔ امریکہ خود اپنے خلاف نفرتوں کو ہوا دے رہا ہے۔ متحدہ مجلس عمل کی کامیابی امریکہ کی اپنی پالیسیوں کا ثمر ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ امریکی پاکستان کے تمام ہوائی اڈے خالی کر دیں اور تمام غیرملکی ایجنسیاں فی الفور گھروں کو لوٹ جائیں۔''

عمران خان کے ایک سوال کا جواب تو میرے پاس ہے اور وہ یہ کہ ڈاکٹر عامر کا جرم کیا تھا؟ ۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء کی شام امریکہ نے جس نئے دستور العمل کا اعلان کیا اور آدھی رات کے وقت ہم نے جس کی تصدیق کی، اس نے جرم و سزا کے سارے پیمانے بدل ڈالے ہیں۔ کیا یہ کوئی کم جرم ہے کہ جن لوگوں کو صف انسانیت سے خارج کر دیا گیا، لمبی عباؤں، گھنی ڈاڑھیوں اور بھاری عماموں والی جس مخلوق کو ذبح کرنا کارخیر قرار دے دیا گیا، کوئی شخص ان کے زخموں کی مرہم پٹی

کرے؟ان کے کٹے پھٹے اعضاء اور ٹوٹی پھوٹی ہڈیوں کی مرمت کرے ،ان کی رگوں سے بہتے لہو روکنے کی کوشش کرے؟ ڈاکٹر عامر عزیز کو ایسا کرنے سے قبل سوچ لینا چاہیے تھا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران جارج بش کے منشور انسانیت پر ایمان لا چکے ہیں اور ان کے اعلان کردہ ''جہاد اکبر'' میں امریکی بموں کا نشانہ بننے والے کسی شخص کے زخم پر پٹی باندھنا، ناقابل معافی جرم ہے۔

اگر کوئی امریکی ڈاکٹر نیویارک کی آسائشوں کو ٹھوکر مارکر' کروڑوں کی آمدنی پر نگاہِ غلط انداز ڈالتے ہوئے کسی وبا سے زخمی ہو جانے والے جنگلی جانوروں کی مرہم پٹی کو نکل جاتا تو اسے نوبل پرائز ملتا اور ہالی وڈ اس کی فلمیں بناتا اور امریکہ کے چوراہوں پر اس کے مجسمے نصب ہوتے۔ عامر عزیز ایک کم نصیب ملک کا کم نصیب شہری ہے اور انسانوں کی مسیحائی بھی اس کا گناہ کبیرہ بن گئی ہے۔ بھارت کا ایٹم ساز سائنسدان مصنب صدارت پر فائز ہے اور ہمارے ایٹمی پروگرام کے معمار ایف بی آئی کے ہاتھوں رسوا ہوتے ہیں، بھارت کی مدر ٹریسا انسانی خدمت کے عالمی اعزازات سے بہرہ مند ہوتی اور پاکستان کا عامر عزیز تاریک تہہ خانوں میں ٹارچر کا نشانہ بنتا ہے۔ کہاں کی آزادی؟ کیسی خود مختاری؟ کون سی حاکمیت؟

ڈاکٹر عامر عزیز کے بارے میں عمران خان کا لہجہ نئے موسموں کی نوید دے رہا ہے۔ کل تک جو نوحے اور مرثیے ''نوائے وقت'' کے اوراق کا حصہ تھے، اب شاہراہِ دستور کے گول چوک میں کھڑے پارلیمنٹ ہاؤس میں بھی گونجیں گے ،جس کی پیشانی پر رقم کلمہ طیبہ اللہ کی حاکمیت کا اعلان کر رہا ہے۔

ہم نے جو طرز فغاں کی ہے قفس میں ایجاد
فیض گلشن میں وہی سب کی زباں ٹھہری ہے

(بشکریہ: روزنامہ ''نوائے وقت'')

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن ،سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

خادم حسین

جنگ میں سبقت مگر ابن علیؓ لے جائے گا

اللہ کے نام پر بنائے گئے ملک کی عدالت میں' اللہ کے خلاف دعویٰ دائر کیا گیا کہ سود کو حلال قرار دیا جائے رسول پاک ﷺ کی شکل وشباہت اختیار کرنے والوں کو نشانہ تضحیک بنایا گیا۔ مدارس میں چھاپے مارے گئے۔ علماء طلباء کو گرفتار کیا گیا۔ زنا، شراب، فحاشی، عریانی اور جوئے پر پابندی کو ''ظالمانہ روایات'' کا نام دیا گیا۔ مجاہدین کو دہشت گرد گردانا گیا۔ مادہ وزیراعظم نے اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیا۔ موجودہ وزیر قانون نے کہا '' حکومت، عورتوں کو مُلّا کے دین سے بچا کر آزادی دینا چاہتی ہے''۔ وزیر داخلہ نے کہا '' ہمیں جہاد کی ضرورت نہیں، مجاہدین یہاں سے چلے جائیں''۔ وزیر اطلاعات نے کہا ''ٹی وی پر ناچ گانا ہماری مجبوری ہے''۔ آرٹ کونسلوں میں ڈانس کے مقابلے کرائے گئے ۔ اپنے آپ کو علماء سے بہتر مسلمان کہنے والوں نے، شرعی قوانین کو شٹل کاک بنائے رکھا۔ امیر، سیٹھی، راجہ گدھ جیسے شغال زادے ایک پارسی کالم نویس کی ہاں میں ہاں ملا کر، شعائر اللہ کے خلاف زہر اگلتے رہے۔ بونے قد کے ترقی پسندے، اپنی باطنی خباثت کو تسکین دینے کے لیے، ادب وشعر کے نام پر، اللہ کے دین کو بھونکتے رہے۔ ٹی وی، ریڈیو پر ساز وآواز کے ساتھ نعت خوانی کا آغاز کیا گیا۔ پب کلب میں، شراب وشاہد کو رواج دیا گیا۔ حکومت نے، محمد رسول ﷺ کی بجائے کمال اتاترک کو اپنا آئیڈیل بنایا۔ قرآن کی بجائے، کتوں کو ہاتھوں پہ اٹھایا۔ اللہ کی بجائے امریکہ کو اپنا مقتدر اعلیٰ ٹھہرایا۔ بنت رز کے حاشیہ بردار، ہوا کے گھوڑے پر سوار رہے۔ قلم کی بجائے شکم کو سامنے رکھنے والے بڑے بڑے انقلابی شاعر و ادیب، ریڈیو اور ٹی وی کی جنس ہو کے رہ گئے۔ دین کا سر، پاکستان کی کربلا میں اجتہاد والحاد کے خونیں نیزہ پر لٹکایا گیا اور مسلمانوں کے گھروں سے دین اس طرح نکل گیا جس طرح رنڈی کے گھر سے حیا نکل جاتی ہے۔

پھر اچانک اللہ تعالیٰ کو رحم آیا۔ دینی قوتیں، ملک کی تیسری بڑی اکثریت بن کے ابھریں اور آج کفر والحاد کی نیندیں حرام ہیں کہ پاکستان میں ملاں آگئے ہیں۔ مختلف قسم کی بولیاں بولی جارہی ہیں کہ مولوی کیا کریں گے ان کا کام صرف نماز اور نکاح پڑھانا ہے۔ بعض کو تشویش ہے کہ کہیں اہم وزارتیں علماء کو نہ دے دی جائیں۔ ٹی وی کے مدارالمہام پریشان ہیں کہ ہماری عیاشی کا سامان لٹ گیا۔ انہیں فکر ہے کہ کٹے ہوئے بالوں اور گورے گورے گالوں کے ساتھ کوٹ پہن کر خبریں پڑھنے والیاں کہاں جائیں گی۔ الیکشن کے دوران ٹی وی پر گانے کو دلبستگی اور روح کی غذا کہنے والی میزبان چقندروں اور لقندروں کا میک اپ ساقط ہو رہا ہے۔ اعتزاز احسن کہہ رہے ہیں ''اب سینٹ میں علماء آگئے ہیں ''کھل کھلا'' کر تقریریں نہیں ہوسکیں گی''۔ لغاری صاحب بھی فرمارہے ہیں کہ ''ہم متحدہ مجلس عمل کے ساتھ مل کر اسلامی قوانین نافذ

کریں گے''۔ معین حیدر بھی اب کہتے ہیں کہ مجلس عمل والے اچھے لوگ ہیں، کسی کو تشویش نہیں ہونی چاہیے۔ عبدالرزاق داؤد نے کہا ''آئندہ حکومت میں شمولیت کے لیے' میں داڑھی رکھنے پر تیار ہوں''۔ امریکہ، ہندوستان سر بہ گریباں ہیں، حکومت سوچ رہی ہے کہ کیا بنے گا؟ یہ بھی کہا جارہا ہے کہ اب علماء کو دیکھتے ہیں، یہ کیا کرتے ہیں! رفیق تارڑ نے کہا ''حکمران ایک داڑھی والے صدر سے تنگ تھے، اللہ نے اسمبلی میں پچاس بٹھادیئے''۔

اب یہ علماء کا فریضہ ہے کہ وہ اسی طرح متحدرہتے ہوئے' وطن عزیز کی بقا اور قوم کی فلاح کے لیے کچھ کرگزریں۔ قدرت کی طرف سے انہیں ایک سنہری موقع فراہم کیا گیا ہے۔ درِدل پہ ایک دستک ہے۔ امید ہے علماء کرام قوم کو مایوس نہیں کریں گے کہ قریباً ستر فیصد عوام کی نظر اب اُن پر ہے اور انہیں امید ہے کہ:

کتنی ہی قوت دکھائے لشکر ابن زیاد
جنگ میں سبقت مگر ابن علی لے جائے گا

''

مسافرانِ آخرت

☆ چودھری نورالدین احرار مرحوم: مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے سابق رکن محترم چودھری نورالدین احرار ۲۵ راکتوبر ۲۰۰۲ء بروز جمعہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں انتقال کرگئے۔ مرحوم قدیم احرار کارکن تھے۔ جماعت کیلئے ہمیشہ ایثار اور خلوص کے ساتھ کام کیا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ حضرت امیر شریعتؒ اور ان کے خانوادے سے بہت محبت کرتے تھے۔

☆ شیخ محمد معاویہ مرحوم، ولد شیخ محمد انور صاحب عمر ۳۲ سال انتقال ۲ راکتوبر ۲۰۰۲ء ملتان

☆ محمد اشتیاق مرحوم: شاہی چکن بروسٹ ملتان کے مالک مقصود خان صاحب کے بہنوئی انتقال ۹ راکتوبر ۲۰۰۲ء

☆ متعلم مدرسہ معمورہ محمد ذوالقرنین مرحوم ولد لال حسین اختر صاحب عمر تقریباً ۱۴ رسال انتقال ۲۷ راکتوبر ۲۰۰۲ء۔ دار بنی ہاشم ملتان کے پڑوس میں رہائش پذیر تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور بہشت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ لواحقین و پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے (آمین) احباب و قارئین ایصال ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

دعاء صحت

☆ مجلس احرار اسلام جلال پور پیروالہ کے امیر قاری عبدالرحیم فاروقی اور عبدالرحمٰن جامی کی والدہ ماجدہ شدید علیل ہیں۔

☆ مجلس احرار اسلام کے مرکزی رکن شوریٰ محترم ڈاکٹر منظور احمد صاحب (عزیز فہم میلسی) کی اہلیہ شدید علیل ہیں۔

احباب دعاء صحت کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے انہیں شفاء کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

حافظ یٰسین معاویہ/ حافظ ضیاء اللہ دانش

شاہ جیؒ، ناگڑیاں اور ہم

میں ۱۹۸۵ء اور حافظ یٰسین معاویہ ۱۹۸۸ء میں مدرسہ معمورہ ملتان بغرضِ حفظِ قرآن داخل ہوئے۔ پہلے تین پارے حضرت سید عطاء المحسن بخاریؒ سے اور بقیہ تمام اساتذۂ مدرسہ سے حفظ کیے۔ اس طرح ہم دونوں نے علی الترتیب ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۲ء میں حفظ کی تکمیل کر لی۔ چار سال کتب پڑھیں اور ساتھ ساتھ ''سادات اکیڈمی'' سے سرکاری نصاب بھی پڑھا۔ حضرت اماں جیؒ اور حضرت شاہ جیؒ ہمیں اپنی حقیقی اولاد کی طرح چاہتے۔ دن کو ہم مدرسین سے پڑھتے اور رات کو دونوں شفیق ہستیاں ہمارے اسباق بالالتزام سنتیں۔ جو تربیت حقیقی والدین کو کرنا تھی۔ وہ ان روحانی ماں باپ نے بڑی لگن اور محنتِ شاقہ سے کر دی۔ یوں ان کی آغوشِ محبت کی بے پناہ حرارت نے ہمیں مکمل طور پر انہی کا کر کے رکھ دیا۔ اپنے گھروں کو واپسی ہمیں دوبھر لگنے لگی تو ان عظیم ہستیوں نے ہمیں سنبھالا دیا۔ والدین کے حقوق اور اولاد کے فرائض سمجھائے تو ہم تشکر و امتنان کی کیفیات سے سرشار انہیں دیکھتے رہ گئے۔

ناگڑیاں' شاہ جیؒ کا آبائی گاؤں ہے۔ وہ عید الفطر منانے یہاں تشریف لائے تو ہمیں بھی ساتھ لے آئے۔ یہ ۱۹۹۱ء کی بات ہے۔ ہم نے پہلی بار یہ جگہ دیکھی۔ رمضان المبارک میں مصلّٰی شاہ جیؒ کے حکم سے یہیں سنایا اور ان کی معیت میں بزرگانِ سادات کرام ناگڑیاں کی قبور کی زیارت کی۔ اس موقع پر ہمیں شاہ جیؒ کی بہت سی اندرونی کیفیات اور اپنے خاندان کے رجالِ عظیم سے وارفتگی کے کھلے مناظر دیکھنے کو ملے۔ یہ خاصے کی روحانی منازل فی الحقیقت انہی کا حصہ تھیں۔

مدرسہ معمورہ ناگڑیاں کا قیام ۱۹۸۵ء میں ہوا۔ حضرت امیر شریعت، بطل جلیل سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزندِ ارجمند کو خواب میں حکم دیا کہ ''میں نے اپنے گاؤں میں بوٹا لگا دیا ہے۔ اس کی ہر طرح سے حفاظت اور بڑھوتی تمہاری ذمہ داری ہے''۔ ابن امیر شریعتؒ نے حضرت والد ماجدؒ کا کہا سچ کر دکھایا۔ بہت سی مشکلات سدِ راہ تھیں' جنہیں پائے استقامت کی ٹھوکر سے گرا کر بدعتی امام کو نکال باہر کیا۔ محترم حافظ ... ید صاحب پہلے مدرس مقرر کیے گئے۔ ان کی شبانہ روز محنت رنگ لائی۔ اس دورافتادہ بستی کے نونہال قرآن کریم درستی سے پڑھنے لگے۔ در و دیوار نئے انقلاب کی نوید سنانے لگے۔ محترم حافظ عبدالرزاق دوسرے مدرس مقرر ہوئے۔ مجھے ۱۹۹۳ء اور حافظ یٰسین معاویہ کو ۱۹۹۵ء میں مستقلاً ناگڑیاں میں تعینات کر دیا گیا۔ یہ ہمارے روحانی والدین کی انمٹ محبت اور مہربانیوں کا لامتناہی سلسلہ تھا کہ ہم سینکڑوں میل کے فاصلے سے یہاں آ گئے اور حلف دیا کہ جیتے جی بے وفائی نہیں کریں گے۔

حضرت شاہ جیؒ اور حضرت اماں جیؒ دونوں میاں بیوی' عیدیں مستقلاً گاؤں ہی میں کرتے۔ شاہ جیؒ تو سال بھر میں ہر دو ماہ بعد چکر لگاتے تبلیغ فرماتے، خود ہمیں بھی مدرسہ کے متعلق ہدایات دیتے۔ لوگوں کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی دینی مسائل

سمجھاتے۔ یہاں دورانِ قیام، ہم نے ایک اور زبردست مشاہدہ کیا اور وہ یہ کہ حضرت شاہ جیؒ مغرب سے عشاء تک لا الہٰ الا اللہ کا ورد کرتے۔ پھر تہجد کی نماز کے بعد درود شریف کی تسبیحات پھر اللہ، اللہ کی تسبیحات اور آخر میں لا الہٰ الا اللہ کا ذکر بالجہر نماز فجر تک۔ دورانِ ذکر اُن پر وارفتگی، وجد و مستی اور خشیت الٰہی مکمل طور پر طاری ہوتی۔ ان کے چہرے کے بدلتے رنگ، جسم کی کپکپی ساون بھادوں کا مینہ برساتی آنکھیں، آخر میں انتہائی پرسکون سرخ چہرہ اور کسی ان دیکھی ہستی کے لیے خود سپردگی کا عالم، کیا کہیے ایک عجیب سماں ہوتا۔ ان کے معمولات میں یہ ایک بات ایسی تھی جو ہمیں مبتلائے خمار کر دیتی تھی۔ اب ایسی کیفیات کہاں...... انہیں اس گاؤں سے انتہا کی محبت تھی۔ یہاں آ کر وہ خود کو حد درجہ پرسکون محسوس کرتے۔ مگر بزرگانِ سلف کا ذکر کرتے وقت اُن پر گریہ وزاری کا غلبہ ہوتا۔ فارغ وقت میں ہمیں اپنی زندگی میں پیش آمدہ مختلف حالات و واقعات سناتے۔ ضلع چکوال کا حال سناتے ہوئے بتایا کہ کپتان غلام محمد مرحوم کی خواہش پر کسی دور دراز علاقے کا پروگرام تھا۔ سواری تو نہیں تھی، البتہ کتابوں کا ایک بڑا بنڈل ساتھ تھا۔ قریباً دس میل پیدل چلے۔ اس حال میں کہ یہ بنڈل کندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ راستے میں کئی جگہوں پر تقریریں کیں اور کپتان صاحب کی معیت میں آگے چلتے رہے۔ ایک جگہ قیام کیا، رات خواب میں دادا جان (حضرت حافظ سید ضیاء الدین احمد بخاری رحمتہ اللہ علیہ) کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے فرمایا ''شاوا پترا خوش کر دتا ای'' شاہ جیؒ نے فرمایا اس کیفیت نے میرا حوصلہ دو چند کر دیا۔

ذاتی حیثیت میں بھی اس طرح کا شخص ہم نے اپنی زندگی میں کہیں نہیں دیکھا۔ وہ خلوص و وفا کا مرقع، تواضع و انکساری کا پیکر اور سادگی و متانت کا خوبصورت نمونہ تھے۔ محفل آرائی میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کی تمام تر بزم آرائیاں ایک خاص قسم کی سنجیدگی لیے ہوتیں، جن میں طنز و مزاح کا عنصر بھی مناسب حد تک موجود ہوتا۔ ضرب الامثال کا تبادلہ بھی ہوتا اور شعر و سخن کی گرم بازاری بھی ہوتی۔ اس سب کچھ کے باوجود وہ دین کو پوری دیانت اور مکمل غیرت کے ساتھ بیان کرتے۔ اس معاملے میں، کسی مصلحت کا شکار نہ ہوتے۔ ریاکاری اُن میں نام کو نہ تھی۔ دو ٹوک اور اکل کھری بات کرنے کا پورا سلیقہ رکھتے تھے۔ رب تعالیٰ نے انہیں ایک انوکھی آواز سے سرفراز کر رکھا تھا۔ بڑے بڑے جغادری مقرروں کو دیکھا۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے بولنے سے گلے بیٹھ جاتے۔ آواز خراب ہو جاتی مگر ابن امیر شریعتؒ کی آواز...... سبحان اللہ! کئی کئی گھنٹے روزانہ اور کئی کئی دن مسلسل تقریریں کرنے کے باوصف ان کی کھنک پورے وقار کے ساتھ قائم رہتی۔ کئی بزرگوں سے سنا کہ ان کا تلاوتِ قرآن کا انداز حضرت امیر شریعتؒ سے بڑی حد تک ملتا جلتا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ عمر بھر اپنی علمی و عقلی وجاہت اور حُسن تکلم کے اعتبار سے اپنے تمام ہم عصروں میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص شعور، فکر اور تدبر سے نواز رکھا تھا۔ طبقۂ علماء میں وہ ادر جل رشید تھے جنہوں نے انتھک محنت اور دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملک بھر میں تیس پینتیس دینی مدارس قائم کئے۔ جہاں ہزاروں بچے، بچیاں قرآنی تعلیمات سے مزین ہو رہے ہیں۔ یہ صدقہ جاریہ ہے، جس کا ثواب انہیں ہمیشہ ملتا رہے گا۔

یوں تو حضرت شاہ جیؒ عرصہ دراز سے ذیابیطس میں مبتلا تھے مگر ۱۱ جولائی ۱۹۹۸ء کو حضرت اماں جیؒ کی وفات کے بعد حزن و اضمحلال نے ان کے رگ و پے میں ڈیرے ڈال لیے تھے۔ وہ حیلے بہانے سے اپنی اس کیفیت کا اظہار بھی کرتے تھے۔ مئی

۱۹۹۹ء میں طبیعت میں زیادہ بگاڑ پیدا ہوا تو لاہور کے شالیمار ہسپتال میں داخل ہوگئے۔ بہتری کے آثار پیدا ہوئے تو ملتان تشریف لے گئے۔ ۹ر ستمبر ۱۹۹۹ء کو اپنے ماموں زاد بھائی سید محمد یونس بخاری اور حافظ محمد اختر کے ہمراہ ناگڑیاں تشریف فرما ہوئے اور ایک ہفتہ قیام کیا۔ گاؤں کے بہن بھائیوں اور بعض بزرگوں سے یادگار ملاقاتیں ہوئیں۔ ہمارے لیے رہنمایانہ نکات بیان فرمائے۔ طبیعت میں ٹھہراؤ سا تھا۔ بہت پرسکون اور ہشاش چہرہ جسے دیکھ کر ہم سب شاداں وفرحاں تھے۔ ۱۵ر ستمبر ۱۹۹۹ء کو عازم لاہور ہوتے وقت' ان کی ایک بات نے ہماری ساری خوشیوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ ہمارے دلوں کی دھڑکنیں بے ترتیب سی ہوگئی تھیں۔ اور ہم بھونچکا رہ گئے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ''میرے بچو! یہ میرا آخری پھیرا ہے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے اس باغ کو اجڑنے نہ دینا اور اس کی تقویت کے لیے زندگیاں وقف کر دینا''۔ پھر وہ چلے گئے اور ہم لرزہ براندام، بوجھل دلوں کے ساتھ واپس مدرسہ پہنچے۔

حضرت شاہ جیؒ چند روز لاہور قیام کے بعد اپنے فداکار بھانجے محترم سید محمد کفیل بخاری کے ہمراہ ملتان روانہ ہوگئے۔ ۲۴ر اکتوبر کو اطلاع ملی کہ طبیعت سخت ناساز تھی۔ اس لیے انہیں نشتر ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ حافظ یٰسین معاویہ ناگڑیاں چھوڑ کر' میں ملتان چلا گیا۔ میری دلی خواہش تھی کہ میں حضرت کی خدمت کا فریضہ انجام دوں۔ اللہ کی حکمت دیکھیے مجھے ان کی بھرپور خدمت کا موقع ملا۔ اس دوران طبیعت کے اتار چڑھاؤ کے باوجود ہمارے لیے ان کی دینی نصیحتیں جاری رہیں۔ حافظ محمد اختر اور میں بساط بھر ان انمول پند ونصائح کو سمیٹتے رہے۔ ہمیں بہت سی مسنون دعائیں بھی یاد کرائیں۔ ۱۱ر نومبر رات بھر تلاوتِ کلام پاک میں مشغول رہے۔ قریباً ڈھائی بجے رات سانس میں کچھ دقت محسوس ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ حدیث بیان کی کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ ''موت آنے سے پہلے سکرات کا آغاز ہوتا ہے یعنی سانس اکھڑنا شروع ہوتا ہے''۔ میری اب یہی صورت حال ہو رہی ہے۔ پھر سورت قٓ کی آیت وَجَاءَ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ تلاوت کی۔ حافظ محمد اختر، حافظ ضیاء اللہ دانش اور ڈاکٹر کاظمی صاحب (حضرت مولانا احمد سعید کاظمیؒ کے پوتے) سے الوداعی مصافحہ کیا اور اللہ اللہ کا ورد شروع کر دیا۔ صبح ۵ بجے طبیعت کچھ سنبھلی۔ میں نے گھر فون کر کے کفیل شاہ جی کو آگاہ کیا۔ وہ فوراً پہنچ گئے۔ اُن سے مصافحہ کر کے فرمایا ''بیٹا! یہ میرا آخری وقت ہے''۔ انہوں نے گھر میں حضرت شاہ جیؒ کے سب سے چھوٹے بھائی حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ کو مطلع کیا' وہ بھی تشریف لے آئے۔ میں ایک ایک چمچ آبِ زم زم پلا رہا تھا۔ دن قریباً گیارہ بجے یک دم چار چمچ پیئے اور فرمایا ''بس اب کام ختم ہوگیا ہے'' پھر سانس اکھڑنے لگا تو ہم سب حاضرین کو گواہ بنا کر فرمایا کہ ''میں آخری دم تک مسلمان ہوں، پھر کلمہ شہادت بہ آوازِ بلند پڑھا اور استغفر اللہ کا ورد شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر یہ ذکر کرنے کے بعد اللہ، اللہ پڑھتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ امیر شریعتؒ کا نقشِ ثانی ہم سے بہت دور چلا گیا' جہاں سے کبھی کوئی لوٹ کر نہیں آیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آج وہ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں مگر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ان کے مشن کو استحکام دینے کے لیے ہماری زندگیاں وقف ہیں۔ کیوں نہ ہو یہ مشن اب ہمارا اپنا ہے جو حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی کی قیادت وسیادت میں پورے طمطراق کے ساتھ جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

عبدالوہاب نیازی
سابق ناظم اسلامی جمعیت طلبہ، ملتان ڈویژن

تیری ہستی کو چند لفظوں میں سمیٹوں کیسے......؟

شعور کی آنکھ کھولی تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام علماء کے علاوہ ہر پیر و جوان کی زبان سے سنا۔ ہر ایک 'سیّد' کا گرویدہ پایا گیا۔ اخبارات و رسائل میں اُن کی انگریز کے خلاف لازوال جدوجہد اور آزادی کے لیے قربانیوں کا تذکرہ پڑھا۔ اُن کی تصویر دیکھ کر محسوس ہوا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ اسلاف کی طرح رعب و دبدبہ، جرأت و بہادری، راہِ حق میں استقامت و پامردی کوئی سیّد بخاریؒ سے سیکھے۔ اگر میں یہ کہوں تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا کہ برصغیر پاک و ہند میں انگریز کے خلاف جدوجہد میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی طرح ہر محاذ پر لڑنے والا مردِ مجاہد مجھے دور تک نظر نہیں آتا۔ ہر ایک کی قربانیاں بے شمار اور بے مثال ہوں گی لیکن عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اُن میں کوئی نہیں۔ آج پاکستان بنانے کے چمپیئن تو مجھے شاہ جیؒ کے مقابلے میں بونے نظر آتے ہیں۔ بلکہ بونا کہنا بونے کی بھی توہین ہے۔ شاہ جیؒ کی دلیرانہ جدوجہد اور خطابت نے ہمیں اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔ اسی لیے ہمیں اس خانوادہ سے محبت ہوگئی۔

۱۹۹۶ء میں، ملتان کے، تعلیمی اداروں میں حالات خراب ہوئے تو اسلامی جمعیت طلبہ نے مجھے سرگودھا ڈویژن سے ملتان منتقل کیا اور میری ذمہ داری ملتان شہر کی لگائی گئی تو اس صاحبِ عزیمت گھرانہ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ حضرت امیر شریعتؒ کے فرزندِ ثانی سید عطاء المحسن بخاری صاحبؒ اس وقت دارِ بنی ہاشم میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے اور میں ہر جمعہ باقاعدگی سے شریک ہونے لگا۔ سید عطاء المحسن بخاریؒ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا کہ وہ خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ حضرت شاہ جیؒ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے حقیقی جانشین ثابت ہوئے اور اس مشن کو جاری رکھا، جس کے لیے امیر شریعتؒ زندگی بھر جدوجہد کرتے رہے۔

شاہ جیؒ کا اندازِ گفتگو بہت سادہ اور آسان ہوتا تھا۔ ایسے فقرے استعمال کرتے جو دلچسپ، معنی خیز اور دل میں اترنے والے ہوتے تھے۔ مجمع کو مٹھی میں لینا اُن کا طرۂ امتیاز تھا۔ جس طرح سنتے آئے ہیں کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ساری رات گفتگو کرتے تھے اور مجمع بیٹھا رہتا اور اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا تھا۔ اسی طرح سید عطاء المحسن بخاریؒ کی تقریر کے دوران بھی لوگ تنگی محسوس نہیں کرتے تھے بلکہ مزید گفتگو کا تقاضا کرتے تھے۔ ان کی گفتگو اور تقریر سننے کے لیے لوگ دور دراز سے تشریف لاتے تھے۔ اُن کی گفتگو قرآن و سنت کی روشنی میں حالاتِ حاضرہ کا مکمل احاطہ کئے ہوتی تھی۔ ۱۹۹۶ء سے لے کر آخر وقت تک بے نظیر اور نواز شریف کی حکومتیں رہیں۔ شاہ صاحبؒ دونوں جماعتوں کو آڑے ہاتھوں لیتے، بے لاگ اور بے باکانہ تجزیہ کرتے۔ ان کی گفتگو میں کوئی مصنوعی پن، بناوٹ اور خوف نہیں ہوتا تھا بلکہ ہر بات فطری انداز میں کہتے اور محفل کو اس طرح مسحور کر لیتے تھے کہ بیاں سے باہر ہے۔ خطبہ جمعہ کے بعد اپنے دفتر میں تشریف رکھتے۔ مختلف افراد سے ملتے، چائے سے تواضع فرماتے اور سوالات کے جوابات

مرحمت فرماتے۔ مجھے بھی کئی بار اُن کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا۔ بڑی محبت سے پیش آتے اور اسلامی جمعیت طلبہ کے لیے کلمات کہتے۔ جمعیت کی انقلابی اور فحاشی و عریانی کے خلاف جدوجہد کو تحسین کی نظر سے دیکھتے۔ ایک دفعہ اپنی تقریر میں ہی اس کا ذ کیا۔ حکمرانوں کے قصیدہ گو اور چاکری کرنے والے نام نہاد علماء کو آڑے ہاتھوں لیتے اور دوران گفتگو اُن کی خوب خبر لیتے۔ اُن دلچسپ گفتگو اور اچھوتے فقرے بہت دنوں تک یاد رہتے۔

سید عطاء المحسن بخاریؒ جرأت، غیرت وحمیت، تحمل و بردباری اور قناعت وکفایت شعاری کا حسین مرقع تھے۔ شاہ جیؒ۔ ساری زندگی بڑی سادگی سے گزاری، ورنہ جس پائے اور مرتبہ کے وہ حامل تھے، دنیا کی ہر آسائش کی خواہش رکھتے تو یقیناً وہ انہیں مل جاتی۔ جس طرح کا مشاہدہ ہم روزانہ علماء کے کروفر اور پروٹوکول کو دیکھ کر کرتے ہیں۔ شاہ جی مرحوم نے دنیا کی آلائشوں سے اپنے آپ کو دور رکھا۔ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ انہوں نے فقیری میں شاہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس دنیا میں بھی اعلیٰ مقام اور عزت و وقا دیا اور آخرت میں بھی ان کے لیے بلند درجات ہوں گے۔ ان شاء اللہ

شاہ جی مرحوم سید مودودیؒ سے اختلاف کے باوجود جماعت اسلامی کی جدوجہد کو سراہتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے انہیں سید قطب شہیدؒ کی معرکتہ الآراء تفسیر "فی ظلال القرآن" کی ایک جلد تحفتہً پیش کی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ "میں نے سید قطب شہیدؒ کا نام بڑے عرصے سے سن رکھا تھا، آپ نے اچھا کیا کہ مجھے اُن کی تفسیر بھی دے دی، میں اس کا ضرور مطالعہ کروں گا"۔

یہ غالباً دسمبر ۱۹۹۶ء کی بات ہے۔ ہم نے اسلامی جمعیت طلبہ ملتان کے تحت ایک تعلیمی نظام پر سیمینار کروانا تھا۔ راقم اور برادر عمران ظہور غازی اُن سے سیمنار کے لیے وقت لینے کے لیے گئے تو بیماری اور کمزوری کے باوجود ہمیں وقت مرحمت فرمایا اور سیمینار میں بڑی پرمغز اور کارآمد گفتگو فرمائی، جسے سامعین نے بڑا سراہا۔ میرے ساتھ خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے۔ میں ایک دفعہ اُن سے ملنے کے لیے گیا تو فرمانے لگے کہ "نیازی صاحب! اگلے ماہ میں نے میانوالی اور چکڑالہ جانا ہے، آپ میرے ساتھ چلیں گے"۔ میں نے یہ دعوت بڑی خوشی سے قبول کر لی۔ لیکن میری بدقسمتی کہ انہیں دنوں ملتان کے تعلیمی اداروں میں صورت حال ایسی بنی کہ میں اُن کے ساتھ نہ جاسکا اور یہ حسرت دل ہی دل میں رہ گئی۔

سید عطاء المحسن بخاریؒ کی رحلت، ہمارے جیسے اسلام پسند اور اسلام کے غلبہ کی جدوجہد کرنے والے نوجوانوں کے لیے شدید صدمہ کا باعث ہے کہ ہم ان سے مل کر توانائی اور قوت محسوس کرتے تھے۔ کمزوری اور مایوسی دور ہو جاتی تھی۔ وہ یقیناً پورے شہر بلکہ ملک بھر اور دنیا میں چاہنے والوں کے دلوں کو ویران کر گئے ہیں۔

بچھڑا کچھ ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی　　　　اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

شاہ جیؒ کی یادیں، ہماری زندگی کا حصہ ہیں۔ وہ جن مقاصد اور اقامت دین کے لیے زندگی بھر جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ ہم بھی اسی کٹھن اور عزیمت والے راستہ پر زندگی بھر سفر جاری رکھیں گے۔ (ان شاء اللہ) اسی جدوجہد کے نتیجہ میں ان شاء اللہ پاکستان اسلامی انقلاب کا مرکز بنے گا اور اس کی روشنی سے دنیا کے اندھیرے چھٹ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سید عطاء المحسن بخاریؒ کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور اُن کی مغفرت فرمائے۔ (آمین)

سید صبیح الحسن ہمدانی

کئی دماغوں کا ایک انساں.........!

الٰہی وہ ہستیاں اب کس دیس بستیاں ہیں
کہ جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

میں نے جب ہوش سنبھالا، ایک گونج دار آواز کو اردگرد کے ماحول کا احاطہ کئے ہوئے پایا۔ جیسے جیسے سمجھ آتی گئی مجھے پتہ چلا کہ اس گونج دار آواز کے حامل ''بطخ والے ماموں جان'' (سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ) ہیں۔ جنہیں گھر کے بڑے ''لالہ جی'' منجھلے ''لالے ماموں'' اور چھوٹے ''ڈکو (Duck) والے تایا ابو'' کہتے ہیں اور ہم یعنی میں اور ہمشیرہ دوسروں کے بتانے پر بطخ والے ماموں جان کہنے لگے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ماموں جان جیسے باہر کی دنیا میں شگفتہ مزاج تھے اسی طرح ...... بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ گھر میں ہنستے بولتے تھے۔ بہت کم لوگ ایسے دیکھے ہیں جو اتنے عظیم ہونے کے باوجود گھر میں بھی ہنستے ہنساتے ہوں۔ خطابت تو ورثے میں ملی تھی۔ جب تقریر کرتے تو مجمع کو مٹھی میں لے لیتے، جب چاہا ہنسا لیا، جب چاہا رُلا دیا۔ قرآن پڑھتے تو معلوم ہوتا کہ ابھی نازل ہوا ہے۔ تمام زندگی انگریزی مصنوعات کے خلاف رہے۔ فٹ بال اور والی بال کے بڑے دلدادہ تھے۔ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے بچوں سے بہت پیار کرتے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان کی زندگی کی آخری ''سیرت خاتم الانبیاءؐ کانفرنس'' میں، میں ان کے ساتھ ملتان سے چناب نگر عازم سفر ہوا۔ رستہ بھر اپنی بذلہ سنجی سے ہمراہیوں کو ہنساتے رہے۔ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کا بیٹا عطاء المنان بخاری جو میرا ہم عمر ہے، وہ اور مدرسہ کے دو اور لڑکے بھی ہمارے ساتھ تھے۔ جب ہم منزل مقصود پر پہنچے تو کسی ساتھی (غالباً صوفی بشیر احمد صاحب) نے پوچھا: ''شاہ جی! یہ بچے کون ہیں''؟ تو تعارف کرواتے ہوئے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''یہ میری بھانجی کا بیٹا ہے''۔ عطاء المنان کی طرف رخ کیا اور ارشاد فرمایا: ''یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے''۔ یہ کہتے ہوئے مدرسے کے دونوں طلباء کو اپنے ساتھ لپٹا کر فرمایا: ''یہ میرے بیٹے ہیں''۔ یہ سن کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس وقت تو خاموش ہو گیا لیکن رات کو میں نے دیکھا کہ موڈ بہت خوشگوار ہے تو میں نے کہا: ''ماموں جان! ایک بات کہوں، ناراض تو نہ ہوں گے'' بولے: ''کہو! تو سہی''۔ میں نے کہا: ''ماموں جان! آپ نے اچھا نہیں کیا اتنے گندے لڑکوں کو اپنا بیٹا بنا لیا، مجھے کہتے تو سہی میں آپ کا اچھا بیٹا بن جاتا''۔ اس وقت تو خاموش ہو گئے لیکن ملتان آکر خال مکرم سید کفیل بخاری کو فرمانے لگے: ''دیکھو تو سہی! بچے نے کتنی بڑی بات کی ہے۔''

مرحوم ایک بار جس بات کا تہیہ کر لیتے اُسے ضرور کر دکھاتے۔ ایک بار میں گھر میں کھیل رہا تھا کہ مجھے خبر ملی کہ

حجام آیا ہوا ہے اور مدرسے کے لڑکوں کے سر منڈائے جارہے ہیں۔ میری جو شامت آئی، میں یہ ''پرلطف نظارہ'' دیکھنے چل پڑا۔ پہلے تو میں درخت کے پیچھے چھپ کر دیکھتا رہا۔ اسی دوران مدرسے میں چھٹی ہوگئی اور عطاء المنان و دیگر ہم مکتب دوست آ گئے۔ ان کو دیکھ کر کچھ حوصلہ ہوا تو درخت کی اوٹ سے نکل کر حجام کے ساتھ والی چارپائی پہ جا بیٹھا۔ ماموں جان نے کسی بات پر زور کا قہقہہ لگایا تو میری بھی ہنسی چھوٹ گئی۔ اب تک تو مجھ سے غافل تھے لیکن اب اچانک جو دیکھا تو بولے: ''اچھا یہ بھی آیا ہوا ہے، آج اس کا سر منڈوائیں گے''۔ یہ کہہ کر مجھے فرمانے لگے کہ ''ادھر سامنے آ بیٹھو!'' ان دو لڑکوں کے بعد تمہاری باری ہے''۔ میری تو جان ہی نکل گئی۔ اچانک ذہن میں ایک شیطانی خیال آیا۔ میں نے کہا: ''ماموں جان! میں کپڑے تبدیل کر کے آ رہا ہوں'' اور جواب کا انتظار کئے بغیر دوڑ لگا دی۔ وہ پیچھے سے ''ٹھہرو! رکو!'' کہتے رہے لیکن میں بھاگتا رہا اور بیت الخلاء جا کر دم لیا۔ انہوں نے بعد میں ایک لڑکا بھی بھجوایا۔ میں اُسے کہیں بھی نہ ملا۔ اس کے بعد تو جب بھی کوئی مجھ سے آ کر کہتا حجام آیا ہوا ہے تو میں ہوتا تھا اور بیت الخلاء! جب تک اس خبر کی تصدیق نہ ہو جاتی کہ حجام چلا گیا ہے، میں بیت الخلاء سے باہر نہ نکلتا۔ اس کے بعد تو اکثر مجھے خوابوں میں بھی یہی نظر آتا کہ نائی آیا ہوا ہے اور میری تلاش ہو رہی ہے۔ جب حجام کی روز روز آمد ہونے لگی تو میں ماموں جان سے چھپنے لگا۔ جدھر وہ نظر آتے، میں وہاں سے فرار ہو جاتا۔ شاہ جیؒ اکثر فرمایا کرتے ''کیا بات ہے بیٹا، کبھی ہمارے پاس بھی بیٹھ جایا کرو'' میں آئیں بائیں شائیں کر کے چپ ہو جاتا۔ لیکن بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی! ایک دن کھیلتے ہوئے شاہ جیؒ کی نظر میرے بالوں پر پڑی تو فرمانے لگے کہ ابھی جاؤ، گھر سے پیسے لے کر آؤ اور عزیزم عباس کے ساتھ جا کر سر منڈا کے آؤ۔

شام کو جب ہم تمام بچے اکٹھے ہو کر ان کے پاس پہنچتے، لطیفوں اور پہیلیوں کا ایک رن پڑتا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ کوئی مغل شہنشاہ اپنے مصاحبوں کے جلو میں دربار میں بیٹھا ہے۔ یہی وہ وقت تھا کہ ہم ایک دوسرے کی شکایتیں لگاتے۔ وہ قصوروار کو ڈانٹتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ زمین پھٹ گئی ہے اور ہم اس میں دھنستے جارہے ہیں۔ اوپر سے ساتھیوں کا ہنسنا دماغ کو شل کر دیتا۔ ایک دفعہ میں نے کہا ''ماموں جان! میں سب سے بہادر ہوں'' تو باقی ساتھی بھی شور مچانے لگے کہ ''ہم بھی بہادر ہیں''۔ میں نے کہا ''ماموں جان! آپ کوئی مقابلہ کروالیں، نتیجہ سامنے آ جائے گا''۔ کہنے لگے: ''یہ ٹھیک ہے، وہ سامنے اندھیرے میں جو کھجور کا درخت ہے، اسے ہاتھ لگا کے آؤ''۔ باقی سب کو تو میں نے یہ کہہ کر ڈرا دیا کہ رات کو کھجور کے درخت پر جن ہوتے ہیں۔ لیکن خود بھی ڈرنے لگا، کہیں سچ مچ جن نہ ہوں۔ آخر کار ڈرتے ڈرتے میں نے ہاتھ لگا لیا اور کہا ''ماموں جان! لگا لیا''۔ فرمایا ''تو بڑا شیر ایں پر پُوچھلوں بغیر ایں'' (تو بڑا شیر ہے لیکن دم نہیں ہے)

شجاعت، رحمدلی، ذہانت، طاقت، بذلہ سنجی، مطالعہ...... غرض کہ دنیا کی ہر خوبی ان میں موجود تھی۔ بڑے سے بڑے ظالم و جابر حکمران کو للکارا اور کبھی نہ ڈرے۔ رحم دلی میں یکتا و تنہا تھے۔ یہ تو ہمیں ان کی وفات کے بعد پتہ چلا کہ کئی

محتاج ان کی مالی امداد سے مستفید ہوتے رہے۔ان کی خطابت،ان کی مضمون نگاری سدا بہار تھی۔آج بھی ان کی تقریریں اورتحریریں تازگی کا نمونہ ہیں۔سلطان آف برونائی سے لے کر پاکستان کی گھٹیا ڈبل روٹی تک کی معلومات سے واقف تھے۔عزیزم نعمان احمد سنجرانی جو میرے ہم عمر ہیں، چھوٹے قد کے مالک ہیں۔ایک بار ڈیڑھ لیٹر مشروب کی بوتل لے کر جارہے تھے۔اچانک شاہ جیؒ بولے:''بڑی بوتل چھوٹی بوتل لے کر جارہی ہے''۔

شاہ جیؒ کو منبر پر سننے والا شخص ان کو دوستوں کی محفل میں دیکھ کر پہچان نہیں سکتا تھا کہ یہ وہی شاہ جیؒ ہیں۔عربی ،انگریزی،اردو،سرائیکی،پنجابی اور فارسی بالکل اہل زبان کی طرح بولتے۔موج میں ہوتے تو بچوں کے ساتھ پتنگ بازی بھی کرتے۔بچوں کو اپنے سامنے والی بال اور فٹ بال کھلاتے وقت ایک ماہر کوچ دکھائی دیتے۔انگلینڈ کا دورہ کیا۔کیمبرج یونیورسٹی کے کانفرنس ہال میں وہ شہرہ آفاق تلاوت کی کہ عرب شیوخ بھی عش عش کر اٹھے۔انگریز سٹیج سیکرٹری بھی ادب سے دوزانو ہوگئی۔اُن پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

تقریر میں اتنے سلیس اور سادہ الفاظ استعمال کرتے کہ میرے جیسا ناسمجھ لڑکا بھی کچھ نہ کچھ سمجھ ہی جاتا۔انہوں نے''مجلس ذکر حسین'' سے خطاب کرتے ہوئے تین اشعار پڑھے جو اب تک مجھے یاد ہیں۔

☆ اے دوست ذرا اور قریب رگِ جاں ہو
کیا جانیے کب تک شبِ ہجراں کا دھواں ہو
☆ کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلۂ مکتب ہوں نہ تہذیب کا فرزند
☆ اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

شاہ جیؒ کو شعروسخن سے بہت لگاؤ تھا۔قارئین کی دلچسپی کے لیے اُن کے اپنے چند اشعار یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

☆مدینہ کی مٹی میرا جسم ہوتا
لعاب نبی بھی مجھی میں سماتا
☆نبی کے وضو کا وہ کوثر سا پانی
بدن پر جو گرتا ،میں سیراب ہوتا

☆ میں وہ آنسو ہوں جو پتھر کو بھی پگھلا دے
میں سمندر ہوں میں موجوں میں بکھر جاؤں گا
☆ لوگ کیا جانیں اللہ سے تعلق کیا ہے
اس تعلق سے تو میں پُل سے گزر جاؤں گا

۱۹۴۷ء سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ کو، سات سال کی عمر میں، والدہ ماجدہ کی بیماری کی وجہ سے، دیگر بہن بھائیوں کے ہمراہ کشمیر کا سفر کرنے کا موقع ملا۔ جس مکان میں ٹھہرے، وہ نیشنل کانفرنس کے کسی لیڈر کا تھا۔ قیام کے دوران ہی سوپور میں نیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ مرحوم جس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے، وہ سڑک کے کنارے آباد شہر پٹن میں واقع تھا۔ سوپور کو رستہ وہیں سے جاتا تھا۔ جواہر لال نہرو کانفرنس میں شرکت کے لیے وہاں سے گزرے تو مالک مکان نے انہیں بتایا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بھی پہلے آئے ہوئے ہیں۔ نہرو جیسے ہی شاہ جیؒ سے ملنے کے لیے اس قصبے میں اترے۔ قصبے کے لوگوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ بچوں کی صف میں ماموں جان عطاء المحسن بھی کھڑے تھے۔ اُن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ جیؒ نے اشارہ کرتے ہوئے مزاحاً فرمایا: ''یہ بھی میری ایک یادگار ہے''۔ نہرو نے مسکرا کر ان سے ہاتھ ملایا اور اپنے گلے سے ایک ہار اتار کر ان کے گلے میں ڈال دیا۔ بچپن میں بہن بھائی کسی وقت مذاق سے کہتے کہ بھئی تم تو بڑی شخصیت ہو، تمہارے گلے میں تو جواہر لال نہرو نے ہار ڈالا تھا۔

جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ مرحوم، اولاد نہ ہونے کی وجہ سے بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ دل بہلانے کے لیے پرندے اور مرغیاں پال رکھی تھیں۔ جن میں بڑی بطخیں بکثرت تھیں۔ اور یہ تھے ہمارے ''بطخ والے ماموں جان'' جن کے جنازے پر مجھے آغا شورش کاشمیریؒ کا وہ شعر یاد آ رہا تھا جو انہوں نے امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ کی وفات پر کہا تھا۔

کئی دماغوں کا ایک انساں، میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے
قلم کی عظمت اجڑ گئی ہے، زباں سے زور بیاں گیا ہے

عمر فاروق ہارڈ وئیر اینڈ مل سٹور

عمارتی و صنعتی سامان، ہارڈ وئیر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل

گورنمنٹ سے منظور شدہ کنڈے، باٹ و پیمانہ جات

صدر بازار، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462483

حُر آغائی

میں ایک افسر ہوں!

میں خدا کی زمین پر فرعون بن کے زندگی بسر کرتا ہوں......دوسروں کو سلام میں پہل کرنے کی بجائے اپنے عارضی عہدے کے غرور میں سلام کا جواب دینے میں بھی قباحت محسوس کرتا ہوں کہ آفیسری کے نشے نے میری عقل کو زائل کر دیا ہے......میں اپنے سوا کسی کو انسان نہیں سمجھتا......میں خون کی سڑی ہوئی پھٹکی کی پیداوار ایک حقیر سا کیڑا ہوں مگر اپنے جیسے دوسرے کیڑوں سے نفرت کرتا ہوں......لوگ میرے شر سے بچنے کے لیے میری تعظیم کرتے ہیں......میں ہر داڑھی والے کو اپنی خباثت اور بد باطنی کی تسکین کے لیے ''اوئے مولوی'' کہہ کر حظِ نفس کا سامان کرتا ہوں......ماتحت پر زیادتی کرنا، بے ایمانی کا الزام اور جھوٹ کی تہمت لگانا میرا شیوہ ہے......میں اپنی جاہ و حشمت اور بناوٹی گھمنڈ میں ایسے پھنکارتا پھرتا ہوں جیسے کوئی انوکھی مخلوق ہوں......میں اپنی محرومیوں کا بدلہ لینے کے لیے اپنے ماتحتوں کو ذہنی اذیت سے دوچار رکھتا ہوں......میں نے دفتری قواعد و ضوابط کو گھر کی لونڈی بنا رکھا ہے۔ سرکاری گاڑی صرف دفتری کام کے لیے ہوتی ہے مگر میرے بیوی بچے، سکول جانے اور شاپنگ وغیرہ کے لیے بے دریغ سرکاری گاڑیاں استعمال کرتے ہیں......میں بقر عید پر اپنے ماتحت سے یہ کہتے ہوئے بالکل نہیں ہچکچاتا کہ ''عید آ رہی ہے، قربانی کے لیے بکرا تو بھجوا دینا......روزے آ رہے ہیں، دیسی گھی کا ایک کنستر تو دے جانا......میری تنخواہ کا چیک سیدھا بینک میں جمع ہو جاتا ہے کہ میرے تمام اخراجات، میرے اہلکاران کے ذمے ہیں، یہاں تک کہ فقیر کو خیرات بھی میری طرف سے میرا سٹینو ہی دیتا ہے......میں چھوٹے چوروں کو تو سزا دیتا ہوں مگر بڑے چوروں کو چھوڑ دیتا ہوں......میں اپنے اختیار کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ماتحتوں کو ان کے جائز حقوق سے بھی محروم رکھ کر فخر محسوس کرتا ہوں......میں کرسی کی ترنگ میں کسی کی عزت نفس تباہ کرنے میں بھی کوئی شرم محسوس نہیں کرتا کہ کرسی کا گھمنڈ، شراب کا نشہ اور رنڈی کا بستر یکساں حیثیت کی چیز ہیں......میں اقتدار کے سامنے جھکتا اور غریب پر سواری کرتا ہوں......حاکم کے سامنے بھیگی بلی بن جاتا ہوں اور ماتحت سامنے ہو تو ماش کی دال کی طرح اینٹھتا ہوں......میٹنگ کے نام پر کوئٹہ، مری، ایبٹ آباد، کراچی مختلف شہروں کی سیر میرا معمول ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کہ پاکستان بنا ہی میری عیاشی کے لیے تھا......کوئی خانساماں، چپڑاسی کے نام پر بھرتی کر کے دفتر کی تنخواہ پر اپنے گھر میں ڈال لینا، میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے......میں بغیر وجہ کے دوسروں پر برستا رہتا ہوں اور شریف آدمیوں کے معاملے میں تو، میں ٹوٹے ہوئے جوتے کی طرح بڑھتا ہی چلا جاتا ہوں......میں اپنے اوپر والے کو خدا اور نیچے والے کو غلام سمجھتا ہوں......

امام کعبہ، فضیلۃ الشیخ عبداللہ ابن السبیّل حفظہ اللہ (قسط دوم)

ترجمہ: مولانا عبداللطیف (چنیوٹ)

جعلی نبوت کی اصلی کہانی

پس ان قادیانیوں نے اپنے مزعوم نبی سے اس جیسے کسی معجزے کا مطالبہ کیوں نہ کیا جو اس مرزا قادیانی کی صداقت پر دلیل قرار پاتا؟ بلکہ اس نے اپنے مکر وفریب سے اس خوف کی بنا پر کہ کہیں اس سے کسی معجزے کا مطالبہ نہ کیا جا سکے۔ انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ہی انکار کر دیا۔ اس کے پیروکار کتنے بیوقوف اور جاہل ثابت ہوئے جو کہ بغیر کسی برہان اور دلیل کے پیچھے ہو لئے بلکہ اس کی بات کے باطل اور جھوٹ ہونے پر روز روشن کی طرح دلائل وشواہد قائم ہوگئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے "وما تغنی الآیات والنذر عن قوم لا یؤ منون" اور نشانیاں اور ڈرانے والے ایمان نہ لانے والوں کے کچھ کام نہیں آتے۔ "ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم"

کذاب قادیان کے اقوال: اب ہم قادیانیوں کے قائد کے بہت سے اقوال پیش کرتے ہیں جس سے اس کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے اور ایک مسلمان کے لیے اس گمراہ فرقہ اور اس کے کفریہ مبادی واصول کی حقیقت پر بلند اور روشن دلیل ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا کذاب کے اقوال درج ذیل ہیں

۱) میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میرے دعوٰی کی صداقت پر بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جن کی تعداد تین لاکھ ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸ روحانی خزائن ص ۵۰۳ جلد ۲۲)

۲) خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گا گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے...... سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص ۱۰۔۱۱، روحانی خزائن ص ۲۳۰۔۲۳۱ جلد ۱۸)

خدا کی قدرت ستر برس تو بڑی بات ہے خود اس کذاب کی زندگی میں ہی طاعون نے قادیان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا بلکہ خود اس کا اپنا گھر بھی اس خوفناک تباہی سے نہ بچ سکا جبکہ ملک کے دوسرے حصے اس وبا سے محفوظ رہے (مکتوبات احمدیہ ج ۵ ص ۱۱۵)

۳) بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ آخر کئی مہینوں کے بعد جو (مدت حمل) دس مہینوں سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔

(کشتیِ نوح ص ۴۷، روحانی خزائن ص ۵۰ جلد ۱۹)

۴) بے شک اللہ تعالیٰ نے میرا نام ہی وہ مریم رکھا جو عیسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں اور سورۂ تحریم میں اس فرمان باری کا میں ہی مصداق ہوں ''ومریم ابنة عمران التی احصنت فرجها فنفخنا فیه من روحنا ''ترجمہ ''اور عمران کی بیٹی مریم کا حال بیان کرتا ہے جنہوں نے اپنی ناموس کو محفوظ رکھا پس ہم نے ان کے چاک گریبان میں اپنی روح پھونک دی'' اس لیے کہ مریم ہونے کا دعویٰ اور اس بات کا کہ عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی میں نے ہی کیا میرے علاوہ کسی اور نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۳۳۷) اور اسی بناء پر قادیانی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ: مرزا غلام احمد قادیانی اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے بلکہ عین اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۵) ''اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کہہ کر مخاطب کیا: سُن اے میرے بیٹے۔'' (البشریٰ ۱/۴۹)

۶) ''مجھ سے میرے رب نے فرمایا: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔'' (تذکرہ ص ۶۵۰)

۷) ''بے شک اللہ تعالیٰ مجھ میں اتر آیا ہے اور میں اس کے اور ساری مخلوقات کے درمیان واسطہ ہوں۔''

(کتاب البریہ ص ۷۵، روحانی خزائن ص ۱۰۲ جلد ۱۳)

۸) ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں تو میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، روحانی خزائن ص ۵۶۴ جلد ۵)

۹) قرآن کریم نے جو القاب و امتیازات رسول اکرم ﷺ کے لیے بیان فرمائے ہیں ان کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ مجھے بذریعہ وحی ان القاب سے نوازا گیا ہے مثلاً مندرجہ ذیل آیات قرآنی: (۱) وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (۲) وماینطق عن الھویٰ ان ھو الّا وحی یوحی (۳) وداعیاً الی اللہ باذنه وسراجاً مّنیراً (۴) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (۵) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ۔ اسی طرح بہت سی آیات جو رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوئی ہیں وہ انہیں اپنی ذات پر نازل قرار دیتا ہے اور اس کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہی مراد ہے۔

۱۰) سورۂ کوثر کو مرزا نے اپنے حق میں قرار دیا ہے جب کہ ہر شخص جانتا ہے یہ سورت خاص کر رسول اکرم ﷺ کا امتیاز بتانے کے لیے نازل ہوئی ہے۔

۱۱) مرزا نے رسول اکرم ﷺ کے خصوصی اعزاز یعنی معراج کو بھی اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ جو آیات اس واقعۂ اسراء میں نازل ہوئی ہیں اُن میں وہی مراد ہے۔

مذکورہ بالا عبارات میں آپ اس کو دیکھ رہے ہیں کہ کبھی نبوت کا دعوٰی کرتا ہے اور کبھی الوہیت کا۔ اس سے وہ خود ہی اپنی حماقت، جہالت اور بے عقلی کا ثبوت فراہم کر رہا ہے۔

وہ دعوٰی کرتا ہے کہ وہ خدا ہے پھر کیسے دعوٰی کرتا ہے کہ وہ خدا کی جانب سے رسول ہے اور کبھی وہ عیسیٰ بن مریم ہے اور کبھی وہ عیسیٰ علیہ السّلام سے افضل ہونے کا دعویدار ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ''قرآن کریم کی آیت کریمہ ''ومبشراً برسولٍ یّاتی

من بعدی اسمہ احمد " (حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اپنی قوم کو رسول اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ میں ایک رسول کی خوش خبری دینے کے لیے آیا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔) اس کا دعوٰی ہے کہ احمد سے مراد میں ہوں اور عیسیٰ علیہ السّلام نے اس کے آنے کی بشارت سنائی ہے اور اس جیسی جو دوسری باتیں ہیں وہی اس کے خللِ دماغ اور نفسیاتی اضطراب پر مہر ثبت کر رہی ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا باعث ہیں چہ جائیکہ صریح کتاب وسنت اور اجماع امت کی مخالفت۔ الامان والحفیظ۔

کتاب(**موقف الامة الاسلامیه من القادیانیه**) **لجماعة من علماء باکستان ص ۵۷** پر قادیانیوں کے متعلق علماء کرام رقمطراز ہیں: **وقد بلغ** ......الخ یہ ناپاک، جگر سوز، اشتعال انگیز اور شرم ناک جسارت اس حد تک بڑھی کہ ایک قادیانی مبلغ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ نے ''اسمہ احمد'' کے عنوان سے ۱۹۳۴ء کے قادیان کے سالانہ جلسہ میں ایک مفصل تقریر کی جو الگ شائع ہو چکی ہے اس میں اس نے صرف یہی دعوٰی نہیں کیا کہ ''مذکورہ آیت میں احمد سے مراد رسول اکرم ﷺ کی بجائے مرزا غلام احمد قادیانی ہے بلکہ یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سورہ صف میں صحابہ کرامؓ کو فتح ونصرت کی جتنی بشارتیں دی گئی ہیں وہ صحابہ کرامؓ کے لیے نہیں قادیانی جماعت کے لیے تھیں چنانچہ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہتا ہے (پس یہ اُخری آیت قرآنی ''**واُخری تحبونها نصر من الله و فتح قریب**'' کتنی بے بہا نعمت ہے جس کی صحابہ تمنا کرتے رہے مگر وہ اس حاصل نہ کر سکے اور آپ کو مل رہی ہے) (اسمہ احمد ص ۴۷ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء) غور کیجیے کہ سرکار دو عالم رحمتِ مجسم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی یہ توہین اور قرآن کریم کی آیات کے ساتھ یہ گھناؤنا مذاق مسلمانوں کے ناموں کی آڑ لیتے ہوئے کیا ہے۔ انتہی اسی طرح انہیں یہودیوں کے ساتھ بڑی مشابہت ہے کیونکہ یہ ان کی مانند آیات میں تحریف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو جھوٹا یقین کرنے کے باوجود دوسروں کے فضائل اپنی طرف منسوب کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ پر افتراء پردازیاں: اور اللہ رب العزت پر جھوٹ اور افتراء پردازیوں میں سے اس کی یہ بات ہے ''تو (مرزا) مجھ (خدا) سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید پس اب وقت آ گیا ہے کہ تیری مدد کی جائے اور تو لوگوں کے درمیان معروف اور مشہور ہو جائے'' تو مجھ سے میرے عرش جیسا ہے'' تو (اے مرزا) مجھ سے میری اولاد جیسا ہے'' تو مجھ سے ایسے مرتبہ میں ہے کہ مخلوق کو اس کا علم نہیں'' اللہ تعالیٰ ایسی باتوں سے پاک اور بہت بلند و بالا ہے! دیکھیے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا اور قرآن کریم کی تکذیب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ کہتا ہے کہ وہ اس (مرزا) سے فرماتا ہے کہ تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے۔ یہ قرآن کریم کی صراحۃً تکذیب ہے کہ رحمٰن کی طرف اولاد منسوب کرتا ہے جب کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے ''**وقالو اتخذ الرحمٰن ولداً. لقد جئتم شیأً اِدًا. تکاد السّمٰوٰت یتفطّرن منه وتنشق الارض و تخرّ الجبال هدًا. ان دعوا للرحمٰن ولدا. ومایبنغی للرحمٰن ان یتّخذ ولدا. ان کلّ من فی السّمٰوٰت والارض الّا اٰتی الرحمٰن عبداً**'' اور (کافر) لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اختیار کر رکھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نے ایسی

سخت حرکت کی ہے کہ اس کے سبب کچھ بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں اس بات سے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے جتنے بھی کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اللہ تعالیٰ کے روبرو غلام ہو کر حاضر ہوتے ہیں' نیز ارشاد خداوندی ہے۔''قل هو الله احد . الله الصمد . لم يلد ولم يولد . ولم يكن له كفواً احد''

ترجمہ: آپ فرمادیجیے کہ وہ یعنی اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا یعنی نہ اس کی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا سراسر کفر ہے کیونکہ یہ قرآن کریم کی تکذیب اور جناب باری تعالیٰ کی تنقیص ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کی باتوں سے پاک اور بہت بلند و بالا ہے

حرمین شریفین اور قادیان: مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ پر اپنی بستی قادیان کی تفضیل و تعظیم اور مکہ مکرمہ کی بجائے قادیان کے حج مطالبہ کے سلسلہ میں اقوال:

۱)''قرآن کریم نے تین شہروں کے نام اعزاز و اکرام کے ساتھ ذکر کیے ہیں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور قادیان۔''

(حاشیہ ازالہ اوہام ص ۳۴، روحانی خزائن ص ۱۴۰ جلد ۳)

۲)''یہاں (قادیان میں) آنا نہایت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا ہے کہ نہیں۔'' (حقیقۃ الرؤیا ص ۴۶ از مرزا محمود)

۳) ہمارا سالانہ جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ نے قادیان کا انتخاب فرمایا ہے اور جیسا کہ حج میں رفث، فسوق اور جدال منع ہے' ایسے ہی اس جلسہ میں بھی منع ہے۔'' (برکات الخلافہ، صفحہ ۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے۔

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارضِ حرم ہے

(درثمین ص ۵۲)

انگریزی حکومت کی تائید و حمایت: انگریز کی مدح سرائی اور ان کی طرف سے دفاع کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال۔

۱)''کتاب تریاق القلوب ص ۱۵ روحانی خزائن ص ۱۵۵ جلد ۱۵ پر مرزا قادیانی گوہر فشانی کرتا ہے''میری عمر کا اکثر حصہ انگریزی

سلطنت کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے مخالفتِ جہاد اور انگریز حکمرانوں کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں'

۲)''میں نے اپنی ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت، خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔''

۳)''ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس گورنمنٹ کی فرمانبرداری پورے اخلاص کے ساتھ انجام دے۔''

۴)''یہ تو سوچو اگر تم اس گورنمنٹ کے سائے سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟''

۵)''سنو! برطانوی حکومت تمہارے لیے رحمت اور برکت ہے۔''

۶)''اور یہ مسلمان جو تمہارے مخالف ہیں انگریز تمہارے لیے ان سے ہزار درجہ بہتر ہے۔''

۷)واقعہ یہ ہے کہ برطانوی حکومت ہمارے لیے جنت ہے الی آخر تصریحاتہٖ

(تریاق القلوب ص۱۵، روحانی خزائن ص۱۵۵، ۱۵۶ جلد۱۵، نیز دیکھیں تحفہ قیصریہ وغیرہ)

نوٹ: مرزا قادیانی انگریزی حکومت کی ایسے کھلے لفظوں میں تعریف وتوصیف کرتا ہے' جس کے لیے ایک صاحبِ ضمیر انسان تیار نہیں ہوسکتا۔

ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ اس کی چند عبارتیں اور اقتباسات پیش کیے ہیں جس سے اس بات پر دلالت مقصود ہے کہ وہ برطانیہ کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف نبیِ مرسل ہے۔ ذیل میں اس کی ایک عبارت بھی اسی بات کی وضاحت کرتی ہے۔''ہر ایک اسلامی حکومت تمہیں قتل کرنے کے لیے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو لہٰذا تم اس نعمت الہیہ گورنمنٹ برطانیہ کے وجود کی نعمت کی قدر پہچانو۔''

ہمارے سابقہ بیان سے آپ نے جان لیا ہوگا کہ مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ اسلامی حکومتیں اس کے اور اس کی دعوت کے بالمقابل ہیں کیونکہ اسے پورا یقین ہے کہ وہ مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہوگیا ہے اور اس دعوت کے اہتمام کی وجہ سے جو اسلام کی ضد ہے وہ دین اسلام سے پھر گیا ہے

یہ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر پیش خدمت ہے اگر تفصیلی بیان کا ارادہ کر لی تو کلام طویل ہو جائے گا''ترسم کہ دل آزردہ شوی وگرنہ سخن بسیار است'' لیکن یاد رہے کہ یہ کفریات، مغالطے اور فریب ان سادہ لوح نادانوں پر ہی چلتے ہیں جو دین اسلام اور حضور خاتم النبیین ﷺ سے کچھ واقفیت نہیں رکھتے۔

قادیانیوں کے متعلق فیصلہ: اللہ رب العزت کا ارشاد ہے''ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رّجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ''ترجمہ حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول

ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔

یہ آیت کریمہ صراحۃً دلالت کرتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کی احادیث بھی اس سلسلہ میں متواتر ہیں کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوگا۔ شیخ ابنِ عطیہؒ اپنی تفسیر میں ''کلمۃ خاتم (بفتح التاء) پر رقمطراز ہیں'' کہ یہ لفظ تاء کے زبر کے ساتھ ہے اور معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ پر انبیاء علیہم السّلام ختم کر دیئے گئے یعنی آپ ﷺ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی اب کسی کو نبوت نہیں دی جائیگی بس جن کو ملنی تھی مل چکی اور جمہور کی قراءت (خاتِم) تاء کی زیر کے ساتھ ہے اور معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السّلام کو ختم کر دیا یعنی سب نبیوں کے آخر میں ہیں۔ پھر شیخؒ نے فرمایا: کہ یہ الفاظ علماءِ سلف وخلف کی ایک جماعت کے نزدیک بالعموم اس بات کے صراحۃً متقاضی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوگا۔

رئیس المفسرین حافظ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: کہ یہ آیت اس بات میں نص ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا اور جب آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوا تو رسول بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا کیونکہ رسالت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے خاص ہے لہٰذا ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں اور ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے ان کی روایت کرنے والی صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت ہے۔ اس کے بعد حافظ ابن کثیرؒ نے ختم نبوت و رسالت پر بہت سی احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں

(۱) بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السّلام کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا مگر اس کے ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی پس لوگ اس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تا کہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں وہی اینٹ ہوں اور میں آخری نبی ہوں''۔ یہ بخاریؒ کے لفظ ہیں۔

(۲) امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ مجھے تمام انبیاء علیہم السّلام پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے:

۱) یہ کہ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے۔

۲) کہ رعب سے میری مدد کی گئی (یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر ان کو مغلوب کر دیتا ہے۔)

۳) میرے لیے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا (بخلاف پہلے انبیاء کے کہ مالِ غنیمت ان کے لیے حلال نہ تھا بلکہ آسمان سے ایک آگ نازل ہوتی تھی جو تمام مالِ غنیمت کو جلا کر خاکستر کر دیتی تھی اور یہی جہاد کی مقبولیت کی علامت سمجھی جاتی تھی)

۴) میرے لیے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ بنا دی گئی (بخلاف پہلی امتوں کے کہ ان کی نماز صرف مسجدوں میں ہی ہوسکتی تھی)

اور زمین کی مٹی میرے لیے پاک کرنیوالی بنادی گئی (یعنی ضرورت کے وقت تیمم جائز کر دیا گیا جو کہ پہلی امتوں کے لیے جائز نہ تھا)۔

۵) میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں (بخلاف پہلے انبیاء علیہم السلام کے کہ وہ خاص خاص قوموں کی طرف کسی خاص علاقہ میں ایک محدود زمانے تک کے لیے مبعوث ہوتے تھے)''۔

۶) یہ کہ مجھ پر تمام انبیاء ختم کر دیئے گئے۔

(۳) امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بہت سے نام ہیں، میں محمد ہوں، اور میں احمد ہوں، اور میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹائے گا، اور میں حاشر ہوں یعنی میرے بعد ہی حشر برپا ہوگا اور قیامت آجائے گی (یعنی کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ آئے گا) اور میں عاقب ہوں'' یہ مسلم کے لفظ ہیں اور عاقب اسے کہا جاتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ یہ ثابت، صحیح اور صریح احادیث اور ان کے علاوہ وہ احادیث جو حدِ تواتر تک پہنچ چکی ہیں قطعی طور پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس سلسلہ کی احادیث بہت ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی اس وسیع رحمت پر شکر کرنا چاہیئے کہ اس نے اپنے رحم و کرم سے ایسے بڑے رسول کو ہماری طرف بھیجا اور ختم المرسلین اور خاتم النبیین بنایا اور یکسوئی والا، آسان، سچا اور سہل دین آپ کے ہاتھوں کمال کو پہنچایا۔ رب العالمین نے اپنی کتاب میں اور رحمۃ للعالمین نے اپنی متواتر احادیث میں یہ خبر دے دی کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہونیوالا نہیں۔ تاکہ لوگوں کو یقین ہوجائے کہ ہر وہ شخص جو آپ کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا، افتراء پرداز، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے گو وہ ہزار شعبدے دکھائے اور قسم قسم کی جادوگری کرے اور بڑے کمالات اور عقل کو حیران کر دینے والی چیزیں پیش کرے اور طرح طرح کی نیرنگیاں دکھائے کیونکہ عقلمند جانتے ہیں کہ یہ سب فریب، دھوکہ اور مکاری ہے۔ یمن کے مدعیٔ نبوت اسود عنسی کو اور یمامہ کے مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذاب کو دیکھ لو کہ دنیا نے انہیں جیسے یہ تھے سمجھ لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر ایسے احوالِ فاسدہ ظاہر کیے جن سے ان کی اصلیت سب پر ظاہر ہوگئی اور ہر عقل وفہم اور تمیز والا یہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے) یہی حال ہوگا ہر اس شخص کا جو قیامت تک اس دعوے سے مخلوق کے سامنے آئے گا کہ اس کا جھوٹ اور اس کی گمراہی سب پر کھل جائے گی یہاں تک کہ سب سے آخری دجال، مسیح دجال آئے گا وہ سب مدعیٔ نبوت، مسیح دجال پر ختم کر دیئے جائیں گے اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایسے امور پیدا فرمادے گا کہ علماء اور مومن اس کے جھوٹا ہونے کی شہادت دیں گے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر انتہائی لطف و کرم ہوگا کہ ایسے جھوٹے دعویداروں کو یہ نصیب ہی نہیں ہوتا کہ وہ نیکی کے حکم دیں اور برائی سے روکیں ہاں اتفاقی طور پر یا جن احکام میں ان کا اپنا مقصد ہوتا ہے ان پر بہت زور دیتے ہیں۔ اور ان کے اقوال وافعال انتہائی افتراء اور فجور والے ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

''هل اُنبئكم على من تنزل الشياطين . تنزل علىٰ كل افاكٍ اثيم'' ......الايه.

ترجمہ: ''کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کن کے پاس آتے ہیں؟ ہر ایک بہتان باز گنہگار کے پاس آتے ہیں'' الخ۔ سچے نبیوں کا حال اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے وہ نہایت نیکی والے، بہت سچے، ہدایت والے، استقامت والے قول و فعل کے اچھے، نیکیوں

کا حکم دینے والے، برائیوں سے روکنے والے ہوتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزوں اور خارقِ عادت چیزوں سے ان کی تائید ہوتی ہے اور اس قدر واضح اور روشن دلائل و براھین ان کی نبوت پر ہوتے ہیں کہ قلب سلیم ان کے ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے سب سچے نبیوں پر مسلسل، قیامت تک رحمتیں اور سلامتیاں نازل فرماتا رہے" (ابن کثیرؒ کا کلام ختم ہوا۔)

اور ان قادیانیوں کے عقائد و نظریات میں جب غور و فکر کروگے تو پوری معرفت اور کامل یقین ہو جائیگا کہ ان کے بعض عقائد، کفر و ارتداد، عداوت اور نفرت کا باعث ہیں اور جو شخص ان کے دعوٰی کو پہچان لینے کے بعد ان کے کفر میں شک اور تردد کرے تو وہ کافر ہے۔ چنانچہ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ جو شخص رسول اکرم ﷺ کے بعد نبوت کا دعوٰی کرے یا مدعیٔ نبوت کی تصدیق کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان" ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین " کی تکذیب و انکار کر رہا ہے

قادیانیوں کی تکفیر کی وجوہ: ان قادیانیوں کی تکفیر ایک طریق شئے نہیں بلکہ متعدد طرق سے واضح ہے اس لئے کہ (۱) نبوت کا دعوٰی کرنا کفر کا ارتکاب ہے۔ (۲) جو شخص یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا کوئی باپ تھا اور بغیر باپ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا نہیں ہوئے وہ کافر ہے (۳) کو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہو وہ خارج از اسلام ہے۔ (۴) حضرات انبیاء علیہم السّلام کے وہ معجزات جن کا ذکر قرآن کریم یا احادیثِ متواترہ میں ہے ان کا منکر بھی کافر ہے۔

قادیانیوں سے دوستی عظیم جرم ہے: جو شخص مسلمانوں پر کفار کی فضیلت کا قائل ہو وہ خارج از اسلام ہے۔ اسی طرح جو مسلمانوں کی بجائے کافروں کے ساتھ محبت اور دوستی رکھے وہ کافر ہے اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے "ومن یتولھم منکم فانہ منھم" اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا بیشک وہ انہی میں سے ہوگا۔ ان قادیانیوں میں یہ سب امورِ کفر جمع ہیں۔ لہٰذا ان کی تکفیر میں نہ کوئی جھگڑا اور نہ کوئی ادنیٰ شک وشبہ بلکہ وہ قطعاً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ دینی، مذہبی کوئی بھی تعلق نہیں ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین پر یہ آیت کریمہ پوری طرح منطبق ہو رہی ہے "وقال الشّیطان لمّا قضی الامر اِنَّ اللہ وعدکم وعدالحق ووعدتّکم فا خلفتکم و ما کان لی علیکم من سلطان الّا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی ولو موا انفسکم ما انا بمصرخکم وما نتم بمصرخیّ "ترجمہ: اور جب (قیامت میں) تمام مقدمات فیصل ہو چکیں گے تو شیطان جواب میں کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے سچے وعدے کئے تھے اور میں نے بھی کچھ وعدے کئے تھے سو میں نے وہ وعدے تم سے خلاف کئے تھے اور میرا تم پر اور کچھ زور چلتا نہ تھا بجز اس کے کہ میں نے تم کو بلایا تھا سو تم نے (با اختیار خود) میری کہنا مان لیا تو تم مجھ پر (ساری) ملامت مت رواور (زیادہ) ملامت اپنے آپ کو کرو نہ میں تمہارا امدادگار (ہوسکتا) ہوں اور نہ تم میرے مددگار (ہوسکتے) ہو۔ (جاری ہے)

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

(قسط نمبر:۹)

اکابرِ اسلام اور قادیانیت

یہ لوگ اپنے خلیفے کی دامے، قدمے، سخنے مدد کر کے اس کو ہر ابتلاء اور بحران سے بچاتے ہیں۔ پھر بھی اسی کو اپنا رہنما سمجھتے ہیں اس تربیت نے ان سے تخلیقی عمل کی صلاحیت سلب کر لی ہے۔ تاکہ وہ دانہ و دام میں تمیز نہ کر سکیں۔ وہ جب چاہے عقائد بدل دیتا ہے۔ اس نے منیر ٹربیونل کے سامنے مسلمانوں کے جنازے کے جواز کا اقرار کیا۔ کسی قادیانی کے کان پر جُوں نہ رینگی۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ سینکڑوں مریدوں کو اس ایک بات پر سزائیں دے چکا تھا۔ کسی وقت ایک قادیانی باپ نے اپنے مسلمان بیٹے کا جنازہ پڑھا اور کسی وقت ایک قادیانی بیٹے نے مسلمان باپ کی نماز جنازہ کرا کے، جنازے کو کندھا دیا۔ جونہی ختم نبوت کی برق آسا تحریک نے زور پکڑا اس نے فوراً قادیانیت کی تبلیغ کو منسوخ کر دیا۔ اپنے متعلقہ محکموں کے نام بدل ڈالے۔ پریس میں اعلان کیا کہ وہ اس کی جماعت اپنے خانہ ساز دین کی تبلیغ سے مجتنب رہے گی۔ گویا اس نے ثابت کر دیا کہ اس کی خلافت انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے۔ اپنے عقائد کے مہیب عواقب سے بچنے کے لیے اس نے اپنے مسلمانوں سے الگ رہنے کے ہر فعل کو ایک بزدلانہ مدافعت قرار دینے میں ذرا دریغ سے کام نہ لیا۔ کیونکہ اس کے صمٌ بکمٌ عمیٌ قسم کے مرید اس کے ارتداد کو بھی الہامی سمجھ کر سرنگوں ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان کو یہ نصیحت ہے ۔

دیکھ جو کچھ سامنے آئے زباں سے کچھ نہ بول
آنکھ آئینے کی پیدا کر، دہن تصویر کا

خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس دشمن ایمان و آگہی اور رہزن تمکین و ہوش نے پرانے اور بزرگ قسم کے مریدوں کو کمال چابکدستی سے حقیر مناصب پر مقرر کیا۔ ان پرانے یاران سرپل کو مسلط کیا، کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جو حسن و قبح کے معیار کے لیے اس کے چشم و ابرو کو دیکھتے تھے۔ اس کی پیشانی کی شکنوں کو گنتے رہتے تھے اس کے احکام کو سروش سمجھتے تھے۔ انہوں نے قرون اولیٰ کے عالم اور بزرگ احمدیوں کو غبارِ رہگزر بنا کر رکھ دیا۔ جب یہ لوگ چکی کے پاٹوں میں پس کر سرمۂ مفت نظر ہو گئے تو تقریباً بیس سال کے بعد اس نے اپنے ساختہ پرداختہ نظام کی نیو ڈالی۔ اس کا نام رکھا ''تحریک جدید'' اسی طرح جماعت میں یہ تاثر پیدا کیا کہ بانیٔ سلسلہ کی چلائی ہوئی تحریک اپنے اثر سے عاری ہو چکی ہے۔ اور جماعت ایک تازہ زندگی کی محتاج ہے اس تحریک جدید میں تازہ'' واردان بساط ہوائے دل'' کو فروغ نصیب ہوا انہوں نے ۱۹۱۴ء کی بنائی ہوئی انجمن کے ناظروں کو اس طرح بے اثر کر دیا جس طرح ناظروں نے بانیٔ سلسلہ کے رفقاء کو ۱۹۱۴ء میں بے دخل اور بے اثر کر دیا تھا جُوں جُوں تحریک

جدید زور پکڑتی گئی تُوں تُوں ناظر صاحبان متروکاتِ سخن ہوکر رہ گئے۔ تحریک جدید خود ایک سازش کی آفریدہ تھی۔ اس کے توسط سے مرکزی نظام صیدِ لاغر ہوکر خلیفہ کے پاؤں پر آ گرا۔ اس تحریک پر اس کے اپنے خاندان کے لوگ متولی ہوگئے اور دفتری نظام اور اس کے تمام شعبہ جات گھریلو صنعت ہوکر رہ گئے۔ مریدوں نے اپنی ارادتوں کے مرکز کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرقد بنتے دیکھا۔ مگر وہ بول نہ سکے۔ کیونکہ معاشی احتیاج نے ان کے جذبۂ احتجاج کو موت کی نیند سلا دیا تھا۔

تحریک جدید کو فروغ دینے کے لیے خلیفہ صاحب نے جماعت کے نوجوانوں سے وقف زندگی کی اپیل کی تو نوجوان دینی خدمت کی تمناؤں سے سرشار ہوکر خلیفہ کے یمین ویسار میں جمع ہوگئے۔ خلیفہ صاحب نے پرانے اور قدیم لوگوں کو عضو معطل بنانے کے لیے نوجوانوں کو ایسے ایسے عہدے تفویض کئے جو ان کی عمر اور تجربہ سے کہیں بڑھ کر تھے۔ گویا خلیفہ صاحب اپنی جماعت کی تخریب کے معمار بن کر تقدیر کی تعزیر کو دعوت عمل دے رہے تھے۔ نوجوان جو قوت قدسی کی جستجو میں خلیفہ کی چوکھٹ پر سرنگوں ہوئے تھے، وہ خلیفہ صاحب کے کرب انگیز قرب سے خلیفہ کے خلوت کدوں کے اسرار و غوامض سے آگاہ ہوکر دہریت کی طرف مائل ہوگئے۔

خلیفہ صاحب کی نجی زندگی کے رنگین و سنگین مناظر ان کے عقیدتوں کے لیے پیغام اجل ثابت ہوئے۔ ان کی طبائع میں خروج کی روح بیدار ہوئی کیونکہ جو کچھ روز دیکھنے میں آتا تھا، وہ دیکھا نہ جاسکتا تھا۔ آنکھیں اس عریانی کے دیکھنے کے لیے نہ بنی تھیں جو قصرِ خلافت کے اندر باہر پھیلی ہوئی تھی۔ ان میں سے اکثر پھسل کر غلاظت کے اس جوہڑ میں جاگرے گویا ان کو خلافت پاک کے دَرونِ خانہ کا حق الیقین ہوگیا' ان میں بعض وہ تھے' جن کو ان کا عین الیقین تھا' بعضوں کو علم الیقین...... ہر چند کہ وہ خلافت کی قہرمانیوں سے لرزتے تھے، وہ اپنی زبانوں پر قفل بھی نہ لگا سکتے تھے۔ قادیان میں ہی خلیفہ کی مجلس متنوّرات کے سارے راز زبان زدِ خلائق ہوگئے تھے۔ ربوہ کے ویرانہ آبادنما میں خلیفہ کے جنونِ زوج نے وہ گل کھلائے کہ ان کی باطنی غلاظت ابل کر کوچہ و بازار میں آ گئی۔ وہ نوجوان جو واقفِ زندگی ہوکر گئے تھے۔ واقفِ راز ہوکر نکلنے لگے۔ خلیفہ صاحب کا ایک ہی سہارا تھا وہ تھی راز کی سنگینی ان کو یقین تھا کہ نہ کوئی وہ راز کہہ سکتا ہے اور نہ کوئی باور کر سکتا ہے۔ گویا وہ اپنے ہوشربا اعمال کی پردہ پوشی کے لیے انسان کی فطری حیا پر تکیہ کئے بیٹھے تھے۔ جو انسان اپنے جرائم کے اخفاء کے لیے لوگوں کی بے بسی کا سہارا لیتا ہے۔ وہ خود کتنا بے بس ہوتا ہے۔

واقفین راز بھی ایک عجیب قلبی خلفشار میں مبتلا تھے جب وہ گھناؤنے مناظر جو قصرِ خلافت میں دیکھنے میں آئے تھے۔ اُن کے سامنے آئے تو وہ باور نہ کر سکے۔ جب باور کیا تو اس کو اپنے وجود میں سمو نہ سکے۔ جب ان کو سمولیا تو بیان نہ کر سکے۔ جب وہ آتشیں راز دل و دماغ کی گہرائیوں سے اُبل کر لب تک آیا تو وہ سامعین کو تسلیم نہ کروا سکے کیونکہ جو عریانی روئیت پر برق خاطف میں کر گرتی ہے وہ سماعت کو کیونکر گوارا ہوسکتی ہے۔ دل کی یہ کیفیت اوائل میں محض بے بسی تھی۔ لیکن یہ بے بسی مداوا نہ پا کر برق و رعد بنی اور اس نے مجروح قلب نوجوانوں کو ایک نقطہ پر منظم کیا۔ اور انہوں نے زیر زمین تحریک

چلائی۔ کیونکہ یہ ناممکن تھا کہ وہ اس آتشیں راز کو اپنے سینے میں محفوظ کر لیتے۔ غالب نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

لپٹنا پرنیاں میں شعلہ آتش کا آساں ہے
ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی

ویسے بھی تحلیل نفس ہے۔ اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ وہ اذیت وایذاء جو لاشعور میں چلا جاتا ہے۔ وہ تمام شعوری اعمال کو متاثر کرتا رہتا ہے۔ اس کے شعوری مظاہر میں بجلی کا اثر ہوتا ہے۔ یہی وہ بجلیاں تھیں جو ربوہ میں کوندیں اور ایوانِ خلافت کو متزلزل کر دیا۔ خلیفہ صاحب یوم تبلی السرا کے خوف سے لرزہ براندام ہوگئے اور اس کی روک تھام کی تدبیریں سوچنے لگے۔ انہوں نے علاج بالمثل کے اصول پر عمل کرتے ہوئے ایک اور فتنہ کھڑا کر دیا۔ وہ فتنہ تھا اپنے بیٹے ناصر احمد کی خلافت کا۔ اس ترکیب سے انہوں نے چاہا کہ لوگوں کی توجہ ان کے اعمال سے ہٹ جائے اور وہ ایک فتنہ میں الجھ جائیں۔ لیکن یہ تدبیر بھی کوئی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ کیونکہ اس سے شکمی پیکار کا آغاز ہوا اور اس پیکار سے چند صالح اور سرفروش نوجوان کھل کر سامنے آگئے۔ انہوں نے اپنی مساعی کو منظم کیا۔ اور اس تنظیم کا نام ''حقیقت پسند پارٹی'' رکھا۔ وہ خلیفہ صاحب کے ہتھکنڈوں سے خوب واقف تھے۔ وہ مسائل میں بالکل نہ الجھے اور عوام اور حکام کی توجہ قصر خلافت کے باطنی رازوں پر مرکوز کرنا شروع کر دیا۔ ان کے جوش وخلوص کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلامی اخبارات کا غیور طبقہ ان کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ ارباب بصیرت کی نظر میں بھی'' من قال سے زیادہ ما قال'' پر لگی ہوئی ہیں۔ یہ دلیر نوجوان خلیفہ کی سفاکیوں اور تعدیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اب تک نبرد آزما ہیں۔ اور اس کی بوسیدہ شخصیت کو قادیانیوں اور مسلمانوں کے سوادِ اعظم کے سامنے بے نقاب کر رہے ہیں۔

انہوں نے کمال تدبر سے خلیفہ صاحب کی زندگی کے تاریک گوشوں کو اجالے میں لانے کی کامیاب کوششیں کی ہیں۔ انہوں نے قادیانیوں کو بتایا ہے کہ تمہارا اجالا داغ داغ اور تمہاری سحر شب گزیدہ ہے۔ انہوں نے خلیفہ کے دین کے چہرے سے نقاب اٹھا کر اس کی لادینی کو لوگوں پر روشن کیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ جو اپنے آپ کو پندرہ سال ہنرگولی نس کے لقب سے ملقب کرتا رہا وہ اسلام سے کتنا دور اور کلیسائی شرک سے کتنا قریب ہے۔ کیونکہ اسلام تجسیم خداوندی کا دشمن ہے اور عیسائیت اس کی علمبردار۔ یہ ان نوجوانوں کی سعی مشکور کا نتیجہ ہے کہ خلیفہ صاحب بوکھلا کر بے توازن خطبات سے اپنے رازوں کو طشت از بام کر رہے ہیں۔ کبھی اپنے آپ کو فخر رسل کہہ کر اسلام اور رسالت مآب ﷺ کے خلاف بغاوت کرتے ہیں، کبھی پاکستان اور ہندوستان کی حدِ فاصل کو مٹانے کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ گویا نہ وہ دین کے وفادار ہیں نہ وطن کے بہی خواہ۔

راحت ملک اس پارٹی کے انقلابی ادیب وشاعر ہیں۔ جنہوں نے قلیل عرصہ میں اپنے اشہب قلم کی جولانیوں سے خلیفہ ربوہ کو انگاروں پر لوٹایا ہے۔ وہ ایک مخلص قادیانی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ طالب علمی کے زمانے میں ہی ان کا کشف خطا ہوگیا تھا۔ وہ خلیفہ صاحب کے کھوکھلے دعووں سے برگشتہ ہو کر ان کے داغدار دامن سے الگ ہوگئے تھے۔ جب

بالغ ہوئے تو ان کو راز اندرون خانہ کا بھی علم ہوا۔ان کی پاکیزہ فطرت اس اخلاقی راج سے مصلحت آمیز مفاہمت بھی نہ کرسکی' پہلے پہل وہ المفرد و باللغوم و یومایر عمل کرتے ہوئے' خلیفہ صاحب کی ریشہ دوانیوں کو طرح دے گئے چونکہ ان کا وجود خلیفہ صاحب کے لیے خارِکسوف بنا ہوا تھا۔خلیفہ صاحب نے ان کو مٹانے کی ٹھانی اور اپنی جارحیت کا رخ ان کی طرف موڑ دیا۔ چونکہ مزید سکوت فرار متصور ہوتا تھا۔راحت ملک نے ایک جری مصنف کی طرح اپنے قلم کو سنبھالا اور خلافت کی قباء میں گھاؤ ڈال دیئے ۔اب انہوں نے خلیفہ صاحب کی باقاعدہ سوانح عمری لکھ کر ایک ادبی، علمی اور تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔اس میں ''دور حاضر کے مذہبی آمر'' کے ہوش ربا پہلوؤں کی چلتی پھرتی تصویر پیش کی ہے۔اس سے پہلے کوئی ایسی تصنیف منصۂ شہود پر نہیں آئی۔ یہی وہ پہلی کتاب ہے جس میں خلافت مآب سے اعمال وافعال کا دلکش مرقع پیش کیا ہے۔اس میں مصنف نے کمال چابکدستی سے بتایا ہے کہ کس طرح اس شخص نے اپنے بیالیس سالہ خلافت میں دین کے ساتھ تلعب کیا اور شریعت کو بازی گاہ بنائے رکھا اور اپنے علم وفراست اور جماعت کے وسائل وذرائع کو اپنے اعمال کی پردہ داری کے لیے وقف کر دیا۔ملک صاحب موصوف نے اس شخص کی زندگی کو ایک ملت کے گناہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ کیونکہ اگر جماعت اپنے دین کو خلیفہ صاحب کی تمناؤں پر مقدم رکھتی تو وہ آج قعرِ مذلت میں گر کر تاریخ میں ایک عبرت ناک باب نہ بنتی۔ چونکہ اس معصیت میں ایک ملت کی ملت شریک ہے۔ یہ خدا کی تقدیر سے کیسے بچ سکتی ہے؟ یہی وہ المیہ ہے جو اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔اس کو پڑھ کر ایک قاری اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ قادیانی جماعت کا المناک انجام قریب ہے۔زمین وآسمان حرکت میں نہیں۔فطرت کی تعزیریں عمل کے لیے بے تاب ہیں۔خدا کبھی اس جرم کو معاف نہیں کرتا جو بیالیس سال سے قادیانی نظام کے حدود اربعہ میں ہو رہا ہے۔

فطرت افراد سے اغماض تو کرلیتی ہے
پر نہیں کرتی وہ ملت کے گناہوں کو معاف

''شہر سدوم'': شہر سدوم کے مصنف جناب شفیق مرزا' کتاب کے دیباچے میں یوں رقم طراز ہیں۔

قادیانی امت اور جنسی انارکی: کسی شخص یا گروہ کی جنسی انارکی کے واقعات کا تذکرہ یا اس کی اشاعت عام طور پر ناپسندیدہ خیال کی جاتی ہے۔ہمیں بھی اصولاً اس بات سے اتفاق ہے لیکن اس امر کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مذہب کا لبادہ اوڑھ کر خلقِ خدا کو گمراہ کرے اور ''تقدس'' کی آڑ میں مجبور مریدوں کی عصمتوں کے خون سے ہولی کھیلے، سینکڑوں گھروں کو ویران کر دے، انبیاء علیہم السلام اور دیگر مقدس افراد کے بارے میں ژاژ خائی کرے تو اسے محض اس بنا پر نظر انداز کر دینا کہ وہ ایک مذہبی دکان کا بااثر مالک ہے۔قانوناً، شرعاً، اخلاقاً ہر لحاظ سے نادرست اور ناواجب ہے۔قرآن مجید نے مظلوم کو نہایت واضح الفاظ میں ظالم کے خلاف آوازِ حق بلند کرنے کی اجازت دی ہے۔ بقولہ تعالیٰ: ''**لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم** ''مرزا غلام احمد نے جس زبان میں گل فشانی کی ہے، کوئی بھی مہذب انسان اسے پسند نہیں

کر سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطور خاص اس کا نشانہ بنے ہیں۔ گو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور صلحائے امت میں سے بھی شاید ہی کوئی فرد ایسا ہوگا جو ان کی شیطان القلمی کی زد میں نہ آیا ہو۔ مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد قرار دینا، مولانا سعد اللہ لدھیانوی کو ''نجس'' اور ''نطفتہ السفہاء'' کے نام سے خطاب کرنا، مناظرہ میں مسلمانوں کے شہرۂ آفاق مناظر کو ''بھونکنے والا کتا'' کے الفاظ میں یاد کرنا اور اس نوع کی دیگر بے شمار دشنام طرازیاں ہر معبد فطرت کو سوچنے پر مجبور کر دیتی ہیں کہ وہ کونسی نفسیاتی الجھن ہے جو نبوت کا دعویٰ کرنے والے اس شخص کو ایسے الفاظ استعمال کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔

مرزا غلام احمد کے بعد ان کے بیٹے مرزا محمود نے اپنے بلند بانگ دعاوی کی آڑ لے کر جن قبیح حرکات کا ارتکاب کیا۔ ان کی طرف سب سے پہلے انگلی، پیر سراج الحق نعمانی نے اٹھائی اور ''ابن صالح'' کے کرتوتوں کے بارے میں ایک رقعہ لکھ کر مرزا غلام احمد کی پگڑی میں رکھ دیا۔ گو پیر کا بیٹا ''مریدوں کی عدالت'' سے شبہ کا فائدہ حاصل کر کے بچ گیا۔ لیکن اس کے دل میں یہ بات پوری طرح جاگزیں ہوگئی کہ مریدوں کی تطہیر ذہنی ہی کافی نہیں، معاشی جبر کے ساتھ ساتھ ان پر ریاستی جبر کے ہتھکنڈے بھی استعمال کیے جائیں۔ تاکہ وہ کبھی سچ بات کہنے کی جرأت نہ کرسکیں۔ پیر سراج الحق نعمانی نے اظہار حق کا جو جرم کیا تھا۔ اس کی پاداش میں مرزا محمود نے ساری عمر اسے چین نہ لینے دیا۔ اور ہر ممکن طریقہ سے اس پر تشدد کیا تھا۔ اور ہر ممکن طریقہ سے اس پر تشدد کیا۔ اطمینان کامل کے بعد مرزا محمود پھر اپنے دھندے میں مصروف ہوگیا۔ اور اس کی احتیاطوں کے باوجود ہر چند سال کے بعد اس پر بدکاری کے الزامات لگتے رہے۔ مباہلے کی دعوتیں دی جاتی رہیں۔ مگر وہاں ایک خامشی تھی۔ سب کے جواب میں۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا بڑے بڑے مخلص مرید واقف راز ہو کر ایک ہی نوعیت کے الزامات لگا کر علیحدہ ہوتے گئے اور انسانیت سوز بائیکاٹ کا شکار ہوتے رہے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ تین تین یا پانچ پانچ سال بعد الزامات لگانے والے ایک دوسرے سے قطعاً ناآشنا ہیں مگر الزامات کی نوعیت ایک ہی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ مرزا محمود یا اس کے خاندان کے افراد نے کبھی بھی حلفِ موکد بعذاب اٹھا کر کر اپنے مصلح موعود کی پاکیزگی کی قسم نہیں کھائی۔ (جاری ہے)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 28 نومبر 2002ء بروز جمعرات، بعد نماز عصر

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم (امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: رات قیام کرنے والے حضرات گرم چادر ہمراہ لائیں۔

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم جامعہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

کتاب: ''جہانِ دانش''

مصنف: احسان دانش

حاصل مطالعہ

☆ مجھے میرے ماضی نے اس قدر کھندلا ہے کہ کہیں تو پٹخنیاں کھا کھا کر بدن نیلا پڑ گیا اور کہیں چوٹل جگہیں اپنی سطح سے ابھری کی ابھری رہ گئی ہیں مگر نظر میں تہ رسی آ گئی ہے۔

☆ زمانہ ہو گیا کہ میں زمین پر سوتا ہوں اور ایک وقت کھانے کا عادی ہوں جو میرے افلاس کی مقدس یادگار ہے اور میں اس سے بے وفائی کو روا نہیں رکھتا۔

☆ اوچھے حاکم اور سنگ دل سرمایہ دار، یہ دونوں ہمیشہ رحم اور انصاف کی خصوصیات سے علیحدہ رہے ہیں۔ وہ تو ایسے مردے ہیں جو خود اپنے تابوت اٹھائے پھرتے ہیں۔

☆ جب کبھی زور کی ہوا یا آندھی چلتی تو ہمارے گھر کا چراغ ہونٹ چاٹ چاٹ کر رہ جاتا۔

☆ افلاس میں ہر ارادے کی بنیاد بے اعتبار ہوتی ہے۔

☆ سادہ خوراک سے پیٹ بھرنے والا انسان اپنی تلاش اور ذات کی شناخت میں جلد کامیاب ہو جاتا ہے۔

☆ خسیس کی دولت میں فقیر کا حصہ نہیں ہوتا وہاں سے تو ڈاکٹروں اور حکام کی طرف ہی پیسہ جاتا ہے۔

☆ مفلسوں کو جسمانی تکلیف ضرور ہوتی ہے مگر ناداری، روح کی مسرت میں حائل نہیں ہو سکتی۔ بشرطیکہ اسے زندگی سمجھ کر گوارا کر لیا جائے اور ہر ناکامی کو فتح کر لینے کی مہم جاری رکھی جائے۔ اس کے مقابلہ پر سرمایہ داری کے روحانی تشنج اور جسمانی تکرّز میں چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس کا علاج کوئی مادی طاقت نہیں کر سکتی۔ ہر وقت انسان ایک بدبودار لہو میں اونتشار رہتا ہے۔

☆ مزدوروں کا لہو فروخت کرنے والے سرمایہ دار تو اکثر سکوں کی جگہ زبان کی بناوٹی شیرینی سے کام لیتے ہیں۔

☆ حیرت ناک بات یہ ہے کہ ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے لیے مجرم ہونا ضروری نہیں۔ دبنگ، جیالے، صاف گو اور حق پسند اخلاقی مجرموں سے زیادہ سزائیں پاتے ہیں۔

☆ مزدوری کرنا تو اپنے خون کے شعلوں سے کھیلنا ہے۔

☆ مجھے ہمیشہ بہادر سورما اور اکھڑ مزاج لوگوں سے مل کر خوشی ہوتی تھی کیونکہ ایسے لوگ طبعاً تو کھردرے ہوتے ہیں لیکن وفاداری کے اعتبار سے قابل پرستش دیکھے گئے ہیں۔

☆ شرابی کا نشہ اس قدر ناپاک اور نقصان رساں نہیں ہوتا جتنا دولت کا غرور اور منصب کا پندار۔

☆ انسان کسی خاص مٹی یا آب و ہوا کا پابند تو نہیں اس کی قلمیں تو ہر زمین میں بار آور ہو جاتی ہیں۔

☆ گندے جسموں میں نیکی کا خیال بھی، اندھیرے میں دھوئیں سے زیادہ نہیں ہوتا۔

☆ شورش غاصبوں کے پسینے کی بو کو پہچانتا ہے۔

☆ جب تک انسان مصائب کے انعام اور افلاس کی افادیت سے آگاہ نہیں ہوتا وہ دنیا کی خدمت اور خدا کی عبادت کے قابل نہیں ہوتا۔ کیونکہ افلاس پر تشکر، مصائب پر صبر، فطرت کے احسانات کی غیر جانبدارانہ گواہی ہے۔

☆ سرمایہ دار، نہ تو تعلیم کو عام ہونے دیتے ہیں اور نہ ارزاں۔ وہ رات دن اپنے مقابر کی تعمیر کے لیے غریبوں کی ہڈیوں کا چونا اور مزدوروں کے خون کا گارا فراہم کرتے رہتے ہیں اور یہ عمل نا جانے کب تک جاری رہے گا۔

☆ دن بھر کی مشقت سے ٹوٹے ہوئے مزدور اور قلی، سوئے ہوئے ایسے معلوم ہوتے جیسے بھیڑیں ذبح ہوئی پڑی ہوں۔

☆ بلندی اور پستی اپنی جگہ درست لیکن یہاں محنت کا صلہ اور مشقت کی قیمت کیوں نہیں ملتی...... آخر ایسا کون سا خطرہ ہے جس کے تحت یہ لوگ نچلے طبقے کی پرورش کی طرف قدم نہیں بڑھاتے اور انہیں اپنا محتاج بنائے رکھتے ہیں۔

محنت کا صلہ اہل قیادت سے نہ مانگو
مردے کبھی قبروں کی کھدائی نہیں دیتے

☆ مجھ پر بڑے زہرہ گداز وقت آئے ہیں جب میں ہمت ہار دیتا اس وقت میری بیوی ہمت بڑھاتی اور کہتی: ''ہم تو کوئی چیز نہیں، معمولی مزدور ہیں براوقت تو بادشاہوں پر بھی آجاتا ہے اور کھاتے پیتے بھی افلاس اور ناداری کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ گھبرانے کی کونسی بات ہے؟ میں پردہ نشین ہوں۔ میرا رزق تو یہیں پہنچنا چاہیے اور ایک آدمی کی خوراک میں دو آدمی یقیناً زندہ رہ سکتے ہیں۔ ذرا انتظار کریں کہیں نہ کہیں سے رقم آرہی ہوگی۔''

☆ فطری مناظر کی سیر، ان پر غور وخوض اور ان کی محافظ ہوائیں، انسانی مزاج کی سینکڑوں کھولتوں کو دور کرتی ہیں اور روحانی غنودگیوں میں بیداریاں اتر آتی ہیں۔ زندگی کی بے اعتدالیوں اور مختلف النوع بے زاریوں کے علاوہ، منہ زور دکھوں کا یہ ایک ایسا چارۂ کار ہے جو طبعی مناسبتوں کے ساتھ ہر غلطی، کمی اور روحانی تھکن کو دور کرتا ہے۔

☆ اس وقت سے جاہل صوفی، جعلی زاہد، فریبی پیر اور ریاکار عالم میری نظروں سے نکل گئے اور آج بھی جو کتاب و سنت کا تارک ہے وہ میری نظر میں رہنمائی کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جو کوئی جبے قبے والا بہروپیا میرے سامنے بزرگی بگھارتا اور جھوٹے حال وقال کے تشنج کو سعادت قرار دیتا ہے تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میری روح پر نیلی روشنائی انڈیلی جارہی ہے۔ ان کی باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا آرام اور جنت کی آرائش سب کرائے کی چیزیں ہیں۔ عمل صالح کا زندگی

میں کوئی مقام نہیں۔

☆ جب شراب بولتی ہے تو ذہن سے حفظ مراتب کے خانے، خالی ہونے لگتے ہیں اور ذات وصفات کا تعلق واضح نہیں رہتا بلکہ یوں کہیے کہ ذہن معمّل میں خیر وشر کی تحلیل کا عمل بند ہوجاتا ہے۔ شراب تو عموماً ضمیر کو انلارج اور احتیاط کو معزول کردیتی ہے۔

☆ وہ میرے باپ ہونے کے علاوہ استاد اور زندگی کے سفر میں اعلیٰ درجے کے مشیر بھی تھے۔ میں نے ان کے انتقال سے محسوس کیا کہ جیسے خضر علیہ السّلام نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ میرے سامنے حد نظر تک ایک دشت بے جادہ پھیلا ہوا ہے اور چہار دیواری زمیں بوس ہوگئی ہے۔

☆ وہ جن جبہ پوشوں سے امداد کے طالب تھے اُن کے حجروں میں تو خراٹوں کے چمگادڑوں کی پروازوں اور پلاؤ زردہ کو فضلہ بنانے کی مشینوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ اُن میں خدا کا خوف اور انسانی ہمدردی کہاں سے آئی تھی؟ یہ سوتے ہوئے لوگ، جاگتے خدا کو کہاں دیکھ سکتے تھے؟

☆ پبلشر کو انسانی خون کی ایسی چاٹ ہوتی ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کی شہ رگ پر بھی دانت گاڑھ دیتا ہے۔ اور خون چوس کر اتنی دور پھینکتا ہے کہ راہ گیروں کی اُس پر نظر بھی نہیں پڑتی۔

☆ میرے پاس نہ دولت ہے نہ جائیداد۔ یہ دونوں چیزیں ایمان کی خرابی کا باعث ہوتی ہیں۔

☆ بعض واقعات کو میں نے ماضی کے تہہ خانے سے جھاڑ پونچھ کر نکالا اور جھلکار بھی دینے لگے مگر طوالت کے خیال سے شامل کتاب نہیں کیا۔

☆ اکثر دیکھا گیا ہے کہ رئیسوں کے بچے غریبوں کے بچوں سے گہرا تعلق نہیں رکھتے۔ یہ تعلق جہاں امیروں کے لیے عیب ہے وہاں غریبوں کے لیے تکلیف رساں بھی ہے۔

☆

سبزۂ پامال سے بھی وجہِ بربادی نہ پوچھ
بات چل نکلی تو پھر یہ باغباں تک جائے گی

☆ میں اپنے بوڑھے ماں باپ کو چھوڑ کر ملازمت پر جا رہا تھا۔ عصر اور مغرب کے درمیان میری والدہ نے مجھے سینے سے لگا کر نم آلود آنکھوں سے رخصت کیا۔ تالاب کے قریب پہنچ کر جو میں نے مڑ کر دیکھا تو والدہ مجھے کوٹھے پر سے دیکھ رہی تھیں میرا گلا آنسوؤں سے بھر گیا مگر خاموش چلتا گیا۔

☆ توقیر طاہر کے منصوبوں میں اکھوے پھوٹتے رہے۔ اور اس اثنا میں ان کے اندر کے شاعر نے خواب آور گولیاں کھا لیں۔

زبان میری ہے بات اُن کی

☆ مجلس عمل والے اچھے لوگ ہیں، کسی کو تشویش نہیں ہونی چاہیے۔ (وزیر داخلہ معین حیدر)

مجبوری کا نام شکریہ!

☆ غربت کا خاتمہ کردیں گے۔ (پرویز الٰہی)

پہلے بھی غریبوں پر آپ کی بڑی عنایت رہی ہے۔

☆ رکشاڈرائیور نے ٹریفک کانسٹیبل کی پھینٹی لگا کر وردی پھاڑ دی۔ (ایک خبر)

کانسٹیبل نے' آئی جی کی ہدایت کے مطابق رکشاڈرائیور کو 'السلام علیکم' نہیں کہا ہوگا۔

☆ عاصمہ جہانگیر کی کابل میں' کرزئی سے ملاقات۔ (ایک خبر)

کسی کابلی کی قرضئی ہوگی!

☆ پی سی او کے تحت حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔ (طاہر القادری)

ہائے...... کسی نہ کسی طرح سیٹ مل جائے۔

☆ مولوی صرف نکاح اور جنازہ پڑھا سکتے ہیں، حکومت نہیں کر سکتے۔ (حیدر فاروق مودودی)

اپنے ابا کے بارے میں' ناخلف اولاد کے ریمارکس

☆ لیاقت بلوچ کی جیت میں' میرے ووٹ کی برکت بھی شامل ہے۔ (مفتی غلام سرور قادری)

صدقے جاواں پی پی برکتے دے۔

☆ پرائز بانڈوں سے حاصل شدہ آمدنی جائز ہے۔ (مفتی عبدالقوی)

جس طرح پھٹے ہوئے دودھ کا سوہن حلوہ بنالینا جائز ہے۔

☆ علماء کی قدر کرتی ہوں، امید ہے وہ ڈانس پر پابندی نہیں لگائیں گے۔ (لیلیٰ)

لگائیں گے ورنہ دوزخ میں تمہارے ساتھ جائیں گے۔

☆ پاکستانی خواتین روزانہ دو کروڑ روپے' میک اپ پر ضائع کرتی ہیں۔ (ایک خبر)

تیرے چہرے پہ پف پاؤڈر بہت ہی خوب ہے لیکن
تو اس چہرے کو پردے میں چھپالیتی تو اچھا تھا

☆ ظاہر شاہ باتھ روم میں پھسل گئے، تین پسلیاں متاثر۔ (ایک خبر)

''تاریخ'' دھکا دے کر گزر گئی ہے۔

☆ حیرت ہے اڈے امریکہ کے ہیں، فکر بے نظیر کو ہے۔ (قاضی حسین احمد)

چور نالوں پنڈ کاہلی!

☆ طالبان پھر جڑ پکڑ رہے ہیں امریکہ توجہ ادھر ہی رکھے۔ (حامد کرزئی)

بیساکھیوں کے سہاروں چلنے والوں کا یہی حال ہوتا ہے۔

☆ ہمارے پاس باریش پولیس افسر موجود ہیں متحدہ کی حکومت سے فرق نہیں پڑے گا۔ (آئی جی پنجاب)

جتنا ظلم وتشدد پولیس کرتی ہے صرف داڑھی وہاں کیا کرے گی!

☆ امریکہ میری کارکردگی سے خوش ہے وزارت عظمیٰ چیلنج سمجھ کر قبول کروں گی۔ (زبیدہ جلال)

یعنی غلام ملک کے غلاموں کو ہانکنے کے لیے بطور لیڈی جیلر بہت اچھی کارکردگی رہی ہے۔

☆ شریف خاندان کو پتہ ہی نہیں وفاداری کیا ہوتی ہے؟ (پرویز الٰہی)

ہر سیاست دان ڈاکو ' ہر سمگلر سربراہ
دل فرنگی ' منہ تے ہر دم نعرۂ اسلام ہے

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین علمی اور تاریخی پیش کش

جمالِ یوسف رح

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا تذکرہ وسوانح

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

تحصیل اور تکمیل علم، فقر و درویشی، عبدیت و انابت، عشقِ رسول ﷺ و اتباعِ سنت، درس و تدریسِ حدیث، محدثانہ جلالتِ قدر، عظیم فقہی مقام، فضل و کمال، دینی و علمی کارنامے، سیرت و اخلاق، مجاہدانہ کردار، دعوت و تبلیغ، تصنیف و تالیف، قادیانیت کا فاتحانہ تعاقب، اعلاء کلمۃ الحق کے لئے مساعی و جہاد ...... الغرض دلچسپ، جامع اور بعض رلا دینے اور عمل صالح کی انگیخت کرنے والے حیرت انگیز واقعات۔

صفحات : 350 .... قیمت : 120 روپے

القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ، سرحد، پاکستان

دینی قوتوں کی فتح و پذیرائی دراصل عالمی استعمار سے نفرت اور افغانستان میں اسی ہزار بے گناہ مسلمانوں کے خونِ ناحق کے ثمرات کا نتیجہ ہے (امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری)

ساہیوال (۱۸ر اکتوبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ پاکستان کے نام سے الگ خطہ حاصل کرنے کا ایک ہی بنیادی و اساسی مقصد تھا کہ یہاں اسلام کو بطور نظام حیات نافذ کیا جائے گا۔ وہ مسجد فاروق اعظم سکیم نمبر ۳ ساہیوال میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع اور ''ادارہ اشاعت قرآن'' کے طلباء کی تقریب تقسیم اسناد کے موقع پر خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ متحدہ مجلس عمل کی شکل میں دینی قوتوں کی فتح و پذیرائی دراصل عالمی استعمار سے نفرت اور افغانستان میں اسی ہزار بے گناہ مسلمانوں کے خونِ ناحق کے ثمرات کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی مراکز کو دہشت گردی کے اڈے قرار دینے والے دراصل پوری دنیا میں اسلامی تعلیمات بارے بڑھتی بیداری کو اپنے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔ بعد ازاں علماء کونسل کے چیئرمین قاری منظور احمد طاہر کی رہائش گاہ پر مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا، اسلامک ایجوکیشن بورڈ کے چیئرمین قاری محمد طیب حنفی، مجلس احرار اسلام کے رہنما عبداللطیف خالد چیمہ کے اعزاز میں ظہرانہ دیا گیا، جس میں مرکزی جامع مسجد عیدگاہ ساہیوال کے خطیب مولانا عبدالستار، قاری عبدالجبار، محمد اسلم بھٹی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، چودھری انوار الحق، قاری سعید ابن شہید سمیت علماء کرام اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے متعدد افراد نے شرکت کی۔

ہم شہداء افغانستان کے قاتلوں کے مکافاتِ عمل کے منتظر ہیں (سید محمد کفیل بخاری)

ساہیوال (۲۰ر اکتوبر) ۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ساہیوال میں قادیانیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے جامعہ رشیدیہ کے استاد اور مجلس احرار اسلام کے صدر قاری بشیر احمد حبیب اور اظہر رفیق کی یاد میں ادارہ اشاعتِ قرآن کے مدیر قاری منظور احمد طاہر کی زیر صدارت بلدیہ ہال ساہیوال میں منعقدہ ''شہداء ختم نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے کہا کہ شہداء ختم نبوت کا مشن جاری ہے۔ مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ جنرل پرویز مشرف کے پرنسپل سیکرٹری طارق عزیز نے ایوان صدر کو قادیانی سازشوں کا مرکز بنا کر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنرل پرویز کی حکومت یہود و نصاریٰ کے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے جو کچھ کر سکتی تھی، کیا۔ ہم شہداء افغانستان کے قاتلوں کے مکافاتِ عمل کے منتظر ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر سید امیر حسین گیلانی نے کہا کہ پوری امت مسلمہ قادیانیوں کو ملتِ اسلامیہ سے خارج کر چکی ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہو رہی ہے اور سرکاری مشینری قادیانیوں کو تحفظ فراہم کر رہی ہے۔ کانفرنس سے متحدہ مجلس عمل کے ضلعی رہنما شیخ شاہد حمید، بزم رضا کے چیئرمین شیخ اعجاز رضا اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔

شورش کاشمیری کی خطابت کی جھلکیاں

☆"مجھے نصر اللہ اور مودودی کو ماں بہن کی گالی دینے پر ان کی زبان اس طرح چلتی ہے، جس طرح اُس بازار میں نوابوں کے نوٹ چلتے ہیں۔

☆جھریاں بھری ہوئی تھیں، دربار علی شاہ کے چہرے پر میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جھریاں نہیں ہیں، ایسے لگتا تھا جیسے تاریخ طمانچے مار کر پاس سے گزر گئی ہے۔

☆ایسے لوگ، دن کو کابینہ کا اجلاس اور رات کو کسی تہمینہ کا گلاس اٹینڈ کرتے ہیں۔

☆میاں صاحب! آپ کی سات نسلیں اور بھی پیدا ہو جائیں، مگر محمد عربی ﷺ کے ملک میں، محمد کی میم چلے گی، ماؤ کی میم نہیں چلے گی۔ مدینے کی میم چلے گی، ماسکو کی میم نہیں چلے گی۔

☆سرمایہ داری، رزق چھینتی ہے اور سوشلزم رازق چھینتا ہے۔

☆قومیں جسمانی موت سے نہیں مرا کرتیں، ذہنی موت سے مرا کرتی ہیں۔

☆اخلاق جتنا پست ہوتا چلا جاتا ہے، مہنگائی اتنی بلند ہوتی چلی جاتی ہے۔

☆شاہ جیؒ نے تیور بدلے، اپنی خم کھاتی ہوئی زلفوں کو بل دیا اور جب اُن کی زلفیں خم کھاتی تھیں تو ان کی خطابت کا گلوب گھومتا تھا۔

☆لوگ یونیورسٹیوں میں پڑھتے اور پروان چڑھتے ہیں، میں جیل خانوں میں پڑھتا اور پروان چڑھتا رہا۔"

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی نے، ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے، آغا صاحب کے ایسے ہی قیمتی خیالات اور خوبصورت الفاظ کو یکجا کر دیا ہے۔ آغا صاحب کی بارہ ولولہ انگیز تقاریر کا مجموعہ:

خطباتِ شورش

عنقریب شائع کیا جا رہا ہے۔ ضخامت: 336 صفحات

مکتبہ احرار۔ 69-C حسین سٹریٹ، وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن، لاہور

سید حباب ترمذی

نعت رسول اکرم ﷺ

نعت میں، آنحضرت ﷺ کی شان میں ''تم'' اور ''تو'' کا استعمال گناہِ عظیم سمجھتا ہوں۔ (حبابؔ عفی عنہ)

ہم نہ کافر نہ مسلماں ہیں رسول عربی
ہم تو بھٹکے ہوئے انساں ہیں رسول عربی

آپ اللہ کے مہماں ہیں رسول عربی
جبرئیل آپ کے درباں ہیں رسول عربی

آج کل کے جو مسلماں ہیں رسول عربی
آپ سے کٹ کے پریشاں ہیں رسول عربی

زندگی کے کوئی آثار نہیں ہیں ہم میں
ہم چراغِ تہِ داماں ہیں رسول عربی

ایک دو ہوں تو کوئی پوروں پہ گن کے ان کو
ان گنت آپ کے احساں ہیں رسول عربی

آپ کے صدقے میں سب کچھ ہے میسّر ہم کو
پھر بھی ہم بے سروساماں ہیں رسول عربی

آپ پر سچ تو یہ ہے میں ہی نہیں ہوں تنہا
میرے ماں باپ بھی قرباں ہیں رسول عربی

جو تھا روشن جو ہے روشن جو رہے گا روشن
آپ تو وہ مہِ تاباں ہیں رسول عربی

آپ کی ذاتِ گرامی ہے قرآں کی تفسیر
آپ منہ بولتا قرآں ہیں رسول عربی

اتنا نزدیک بھی دنیا سے نہ ہونا تھا کہ آج
دین سے دور مسلماں ہیں رسول عربی

یہ بھی کیا خوب رہی بحرِ معاصی میں حبابؔ
اپنی امت کے نگہباں ہیں رسول عربی

سید محمد یونس بخاری

میرے بس میں تو کچھ نہیں ہے

(بیاد سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ)

کئی دنوں سے ہوا کی دستک تو سن رہا تھا
میرا تیقّن کہ دھوپ نگری میں سبز موسم اتر رہا ہے
مری دعا باریاب ہوگی
محبتوں کی ہمیشگی کی
حیاتِ تازہ کی آرزو کی
نزار موسم میں برکھا رُت کی
مجھے یقیں تھا کہ میرا دلبر
گلیم فقر و غنیٰ لپیٹے
جلال و عظمت کے راستوں پر نکل پڑے گا
کلامِ حق کی فصاحتوں سے عدوّ دیں کو بھسم کرے گا
وہ اپنے جذبِ نہاں کی شمشیر پر حشم سے
منافقت کا سرِ تکبر قلم کرے گا
مگر یہ معلوم اب ہوا ہے، ہوا نے دھوکہ دیا تھا مجھ کو
مری دعائیں تو مر چکی ہیں، گلاب فصلیں اجڑ چکی ہیں

محبتیں تو بچھڑ چکی ہیں
حیاتِ تازہ کی آرزوئیں بکھر چکی ہیں
اجل کے پیغامِ بر کو دیکھو
وہ میرے گھر کی اک اور عظمت اک اور رونق کو لے گیا ہے
مرا برادر نئے جہاں کو چلا گیا ہے
گواہی ۔لے کر، گواہی دے کر
کہ ''میرا ایمان سب سے اعلیٰ، عظیم تر ہے''
مرے مربی، اے میرے محسن، عطائے محسن!
ترے کرم کی کہانیاں کس طرح سے لکھوں
میں تیری شب خیزیوں کی باتیں سناؤں کیسے
میں اپنا احوال کس سے چھیڑوں
بدن تو زندہ ہے روح لیکن فغاں بہ لب ہے
میں کیسے کہہ دوں وہ شخص رعنا یہاں نہیں ہے
کہ میرے بس میں تو کچھ نہیں ہے

۱۴ر نومبر ۱۹۹۹ء ملتان
بر مزار حضرت سید عطاء المحسن بخاری علیہ الرحمتہ

قطعاتِ تاریخِ وفات

رحلتِ سحابِ عطا' سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جناب شمیم صبائی متھراوی

۱۹۹۹ء

چھوڑ کر گلشن دنیا کے نظارے سارے
قصرِ جنت کے مکیں اب ہیں عطاءُ المحسن
اے شمیم اُن کے لیے سالِ فنا لکھ دینا
"واقفِ خلدِ بریں اب ہیں عطاءُ المحسن"

۱۴۲۰ھ

مجلس احرار اسلام کے مرکزی امیر، ممتاز عالم دین، بلند پایہ خطیب، کالم نگار، شاعر، صحافی اور شہرۂ آفاق خطیب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند ثانی مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ نے ۱۲ر نومبر ۱۹۹۹ء مطابق ۳ر شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ بروز جمعہ بعمر ۶۳ سال' نشتر ہسپتال ملتان میں انتقال فرمایا۔ مرحوم کو ہفتہ کے دن' ان کے والد کے پہلو میں 'قبرستان جلال باقری ملتان میں سپرد خاک کیا گیا۔ (بشکریہ: ماہنامہ "قومی زبان" کراچی' مئی ۲۰۰۲ء)

ثاقب چوہان

جو تھا ہمارے دلوں کی دھڑکن چلا گیا وہ
عظیم حق گو، عظیم مؤمن، چلا گیا وہ
عظیم قائد، عظیم رہبر، چلا گیا وہ
سنا ہے یہ کہ عظیم محسن، چلا گیا وہ

۱۴۲۰ھ

کھانسی، نزلہ، زکام۔ کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد، خشک موسم یا گرد و غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

تیار جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلُو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔
جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔
جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔
اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔

ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صُدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری۔ ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

مدینۃ الحکمہ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ

ہمدرد

www.hamdard.com.pk

Adarts-SJLS-1/2001

Delta D

الکتاب گرافکس کمپیوٹر پبلشنگ سسٹم عاتکہ پرنٹرز

اَلْحَمْدُلِلّٰہ ہمیں طباعتی کام کا ادراک حاصل ہے اور معیار و دیانت داری کے اصول کو بنیاد بنا کر جدید ترین رنگین و سادہ چھپائی کیلئے ہماری خدمات حاضر ہیں۔

کتب | رسائل | میگزین | ماہنامے

عربی انگریزی اردو زبان میں جدید ترین کمپیوٹر سسٹم پر ڈیزائن اور طبع ہونے کا قابلِ اعتماد اہتمام موجود ہے

الکتاب گرافکس کمپیوٹر پبلشنگ سسٹم عاتکہ پرنٹرز

پل شوالہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
Ph: 061- 584604
E-mail:maisoon@paknet.com

اعلیٰ پرنٹنگ و ڈیزائننگ کا بہترین مرکز

بہاء الحق پرنٹرز

4 کلر، جدید ترین پرنٹنگ اور کمپیوٹر آرٹ ڈیزائننگ کے لئے با اعتماد ادارہ

بہاء الحق پرنٹرز

پل شوالہ ملتان
فون: 0303-6669953